رُمُوزِ احکامِ شریعت
فیضان رسول اعظم
فیضان امام اعظم
فیضان غوث اعظم
فیضان مجدد اعظم
مؤلف
محمد ارمان علی قادری کٹیہاری
استاذ دار العلوم اہل سنت جبلپور
ناشر
دار العلوم اہلسنت اشرف نگر گونڈی مدار ٹیکری جبلپور ایم پی
Iqra Prakashan Jabalpur
इक़रा कम्प्यूटर जबलपुर
1494/1मुमताज मंज़िल हाई कोर्ट रोड़,ठक्करग्राम, जबलपुर
मोबा–9981858163,E-mail.: iqracomputerjabalpur @gmail.com

ترجمۂ کنزالایمان۔ تو اے لوگوں علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

(پ:۱۴/النحل:۴۳)

رُموزِ احکامِ شریعت

مؤلف

محمد ارمان علی قادری کٹیہاری

استاذ دارالعلوم اہل سنت جبلپور

تفصیلات کتاب

نام کتاب – رموزاحکام شریعت

نام مصنف – محمدارمان علی قادری کٹیہاری

نظر ثانی – مولانا محمد ابوشمع اشرف سمنانی

تزئین کار – مولانا محمد حامد نوری جبلپوری

بہ تعاون – مولانا نظام الدین صاحب، محمد نوشاد، محمد اسداللہ صدیقی، رحمۃ اللہ ، محمد سرفراز ، شیخ منا ، جمیل و جماعت ثالثہ کے چند طلبہ و احباب

سن اشاعت – ۱۴۳۶ھ ۲۰۱۵ء

باعث تالیف

اس رسالہ کی تصنیف کا باعث عظیم اور محرک جلیل میرے محبّ مکرم رفیق محترم حضرت مولانا محمد ابوشمع اشرف صاحب سمنانی ہیں موصوف محترم اکثر نشست و برخاست میں مجھ فقیر سے یہ ذکر کرتے کہ اگر اردو میں کوئی ایسی کتاب ہوتی جس میں مسائل کے **جواز وعدمِ جواز** کی حکمتیں مذکور ہوتیں تو کیا ہی اچھا ہوتا ان کا مقصد مجھے اس کام پر آمادہ کرنا تھا میں یہ خاموشی سے سن تو لیتا لیکن اپنی علمی بے مائیگی کی وجہ سے اپنے اندر قلم اٹھانے کی جرأت نہ پاتا اس کے باوجود **خالق کون ومکاں** کے فضل عظیم اور **رسول ہر دوجہاں** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت عمیم کے صدقہ وطفیل سے اس کارگراں مایہ کی ابتدا اس وقت ہو گئی جب میرا ایک شاگرد مولوی محمد احمد اشرفی گجراتی سلمہ الباری متعلم جماعت فضیلت میرے پاس اس مسئلہ کی تفتیش کے لئے آیا کہ رات میں قربانی کرنا کیوں مکروہ ہے میں نے وجہ کراہت کی جستجو میں کئی کتابیں دیکھی آخر کار **بدائع الصنائع** میں مل گئی تب میرا ذہن سمنانی صاحب کی نوٹس کی طرف مبذول ہوا اور مجھے یہ احساس ہوا کہ اگر کسی مسئلہ کو اس کی حکمت کے ساتھ پڑھ لیا جائے تو عرصہ تک ذہن کے نہاں خانہ میں محفوظ رہتا ہے تب سے میں فرصت کے موقع پر **بدائع الصنائع** کو پڑھنا شروع کیا اور جب کہیں کوئی حکمت کی بات آتی تو اسے محفوظ کر لیتا اور ہر دو تین دن پر شاگرد **ملک العلماء و خلیفۂ حضور سرکار کلاں** رحمۃ اللہ تعالی علیہما حضرت علامہ مفتی **محمد فیض الرحمن** صاحب قبلہ کے پاس "قرأة التلميذ على الشيخ" کے طریقہ تعلیم کے مطابق میں پڑھتا اور حضرت بغور سماعت فرماتے پھر حوصلہ افزا کلمات سے نوازتے

اللہ تعالی حضرت کی عمر دراز فرمائے آمین لہٰذا میں ان تمام حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں

شکر که جمّازه به منزل رسید

زَورقِ امید به ساحل رسید

نیز قارئین کرام کو یہ بتا دینا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میری کم علمی و بے بضاعتی کے سبب کسی مسئلہ میں کوئی خامی رہ جانے کا امکان ہے لہٰذا اگر کسی اہل علم کو کوئی غلطی نظر آئے تو مجھ فقیر کو آگاہ فرمائیں میں براہ راست آپکا ممنون و مشکور رہوں گا۔

بقدر وسع در اصلاح کوشند

اگر اصلاح نتواں شد بپوشند

العبدالمذنب

محمد ارمان علی القادری البہاری

خادم التد ریس دارالعلوم اہل سنت

جبل پور ایم۔ پی

۵/ جمادی الاخری ۱۴۳۶ھ

تقریظ جلیل

از قلم رئس الخطباء فرزند آغوشئ حضور شیخ الاسلام فاضل بغداد حضرت علامہ
سید محمد حسن عسکری اشرفی الجیلانی کچھوچھوی
(مہتمم دار العلوم اہل سنت جبلپور)

کتاب رموز احکام شریعت حضرت مفتی محمد ارمان علی قادری صاحب کی جانب سے امت مسلمہ کے لئے بالعموم اور طلبۂ علوم اسلامیہ کے لئے بالخصوص ایک شاندار تحفہ ہے مولانا موصوف نے اس کتاب میں شرعی مسائل کے جواز وعدم جواز کی حکمتیں درصورت سوال وجواب بڑی عمدگی کے ساتھ ذکر کرنے کی کوشش کی ہے جس سے احکام کے علم کے ساتھ ساتھ ان کی حکمتیں بھی قاریوں کو ذہن نشیں ہوتی چلی جائیں گی نیز یہ ان کے ایمان وایقان میں اس بات کے لئے مزید پختگی کا باعث ہوں گی کہ دین اسلام ہی دین حق، دین عدل اور دین مستقیم ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور اس کتاب سے امت مسلمہ کو فیضیاب کرے آمین۔

سید محمد حسن عسکری
یکم شعبان المعظم ۱۴۳٦ھ

تقریظ جلیل

ازقلم ۔تلمیذ ملک العلماء خلیفۂ سرکارکلاں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض الرحمٰن صاحب قبلہ
اشرفی شیخ الحدیث دارالعلوم اہل سنت جبلپور ایم ، پی

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اس لئے کہ بلاتفریقِ مذہب وملت ہر شخص کو صلاح وفلاح کی طرف بلاتا ہے چنانچہ ہر مذہب وملت کے اہل علم نے اسلامی اصول کا مطالعہ کیا اور کررہے ہیں انہوں نے محسوس کیا کہ واقعی اسلام کا ہر حکم حکمت سے خالی نہیں اور افراط وتفریط سے خالی ہے امن واطمنان ، چین وسکون ، انفرادی یا اجتماعی صلاح وفلاح اسلام ہی کے اصول میں ہے دیگر مذاہب افراط وتفریط سے بھرے ہوئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے انسان کو اس کی طاقت و وسعت کے مطابق مکلّف بنایا، کوئی حکم ایسا نہیں جس کو بجالانے میں کوئی دشواری و پریشانی محسوس کرے ، ہر شخص کا مزاج اور اس کی طبیعت مختلف ہونے کے باوجود ایسا ضابطہ اور اصول پیش کیا کہ ہر شخص اس پر آسانی سے کاربند ہوسکے مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لئے اس کی سہولت کے پیش نظر احکام کی روشنی عطا کیا۔

آج دنیا اصلاح معاشرہ کی بات کرتی ہے اصول بناتی ہے پھر توڑ دیتی ہے پھر اسلام کی طرف رجوع ہونا پڑتا ہے جہاں معاشرہ پاک وصاف اور ستھرا ہوتا ہے کیوں کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو فطرت سلیمہ کے مطابق چلنے کے لئے اصول وضابطہ پیش کرتا ہے اس لئے اس کو دین فطرت بھی کہا جاتا ہے مثلاً عورت کو اپنا بدن چھپائے رکھنا ، راستہ چلنے میں نظر کو راستہ پر جمائے رکھنا ، سونے میں داہنی کروٹ سونا ، کھانے کے بعد انگلی اور پیالہ چاٹ لینا ، باہمی گفتگو میں ایسا نرم لہجہ اختیار کرنا جس سے اخوت و بھائی چارگی ظاہر ہو الختصر اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات

اوردستورزندگی ہے

حضرت علامہ مولانا مفتی محمدارمان علی قادری صاحب نے بطورِمشتے ازخروارے بعض احکام کی حکمتوں پر روشنی ڈال کر یہ بتانا چاہا ہے کہ اسلام کا کوئی حکم جوعبادات و عادات اور معاملات سے متعلق ہے حکمت وفوائد سے خالی نہیں اوراسی طرح ہرمنع ضرر ونقصان سے خالی نہیں لہٰذا یہ کتاب رموزِ احکامِ شریعت بہت ہی مفیداور معلومات خیز ہے مطالعہ کرنا شرط ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے علم وقلم میں زوروترقی عطافرمائے اورصحت ورزق میں برکت عطافرما کر ہمیشہ دین کی خدمت لیتارہے۔ **آمین آمین بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ اصحابہ وسلم**

محمدفیض الرحمٰن اشرفی

(مفتی وشیخ الحدیث دارالعلوم اہل سنت جبلپورایم،پی)

المتوطن،موضع بلہا،ڈاک خانہ کمتول،ضلع مدھوبنی،بہار

یکم رجب المرجب ۱۴۳۶ھ رمطابق ۱۲اپریل ۲۰۱۵ء

انتساب

میں اپنی اس طالب علمانہ جگر کاوی کو ان تمام فقہائے کرام، مجتہدین عظام اور علماء اہل سنت کے نام جن کے قلمدان کی مقدس روشنائی شہداء کے مبارک لہو کا درجہ رکھتی ہے۔ نیز ان مخلص اساتذۂ کرام، مربیان عظام جنہوں نے دوروزہ ناپائیدار حیات مستعار میں کچھ کر جانے کا سلیقہ عطا فرمایا بالخصوص والد ماجد مرحوم محمد ابوالحسن (رحمه الله تعالى وجعل الجنة مثواه) ووالدہ ماجدہ جن کے روز وشب کی دعاؤں نے میرے نہاں خانۂ دل کو روشن وتابناک بنادیا اور اپنے ان کرم فرما بھائیوں کی جانب منسوب کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں جن کے بے شمار احسانات اور لامحدود شفقتوں نے مجھے خانگی ذمہ داریوں کے بارگراں سے سبکدوش فرما کر حصول علم دین کا زریں موقع عنایت فرمایا۔ **فجزاهم الله تعالى خير الجزاء.** گرقبول افتدز ہے عز وشرف۔

امیدوار کرم

محمد ارمان علی قادری غفرلہ

مقام و پوسٹ ڈانگول، تھانہ بلرام پور

وایا بارسوئی گھاٹ ضلع کٹیہار بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَفُقَهَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ "اَمَّابَعْدُ" فَاعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَمِنْ كُلِّ فِرْقَةٍمِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْافِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْاقَوْمَهُمْ اِذَارَجَعُوْآاِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْن

(پ ۱۱ توبہ، س ۹، آیت ۱۲۲)

ترجمہ :مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔(کنز الایمان)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہئے جو" دینی فقاہت" حاصل کرے اور اس فقاہت کا فائدہ اپنی پوری قوم کو پہنچانے کی کوشش کرے۔

مسح علی الخفین کب افضل ھے؟

سوال: کیا وضو میں پاؤں دھونے سے مسح علی الخفین افضل ہے اگر ہے تو کب اور کیوں؟

جواب: نَعَمْ.وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُرَضَاخَانُ عَلَيْهِ رَحْمَةُالرَّحْمٰنُ :اَلْغَسْلُ اَفْضَلُ اِلَّااِذَاكَانَ عَلَيْهِ مَظِنَّةُالْخُرُوْجِ فَيَكُوْنُ الْمَسْحُ اَفْضَلَ لِدَفْعِهٖ لِاَنَّ الرَّوَافِضَ وَالْخَوَارِجَ لَايَرَوْنَهٗ.

ترجمہ ہاں۔اور امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فرمایا دھونا افضل ہے لیکن جبکہ

اس پر خروج کا گمان ہوتو اس کے دفع کیلئے مسح افضل ہوگا کیونکہ روافض وخوارج مسح علی الخفین کو جائز نہیں سمجھتے ہیں

(النوروالضیامن افادت الامام احمدرضاعلی مراقی الفلاح۔باب المسح علی الخفین ص٨٦ مکتبة المدینه)

وضومیں پاؤں دھونافرض ھے تو پھرمسح علی الخفین جائزکیوں؟

سوال: وضومیں پیر دھونا فرض ہے تو پھر مسح علی الخفین جائز کیوں جبکہ مسح علی الخفین سے ترکِ غَسل اور ترکِ غَسل سے ترکِ فرض لازم آتا ہے؟

جواب اول: چونکہ احادیث کریمہ سے مسح علی الخفین کا جواز ثابت ہے چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے۔رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَ نَّہٗ قَالَ یَمْسَحُ اُلْمُقِیْمُ عَلَی الْخُفَّیْنِ یَوْمًاوَلَیْلَةً وَالْمُسَافِرُثَلاثَةَاَیَّامٍ وَلَیَالِیُھَا"وَھٰذَاحَدِیْثٌ مَشْھُوْرٌ رَوَاہُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ مِثْلُ عُمَرَوَعَلِّیٍ وَخُزَیْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَاَبِیْ سَعِیْدِالْخُدْ رِیْ وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَعَوْفِ بْنِ مَالِکٍ وَاُبَیْ بْنِ عَمَّا رَةَ وَاِبْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ .

ترجمه : رسول اللہ صلی الله تعالی علیه وآله وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی الله تعالی علیه وآله و سلم نے فرمایا کہ موزوں پر مسح کرے مقیم ایک دن ایک رات اور مسافر تین دن اور تین راتیں ،اور یہ حدیث مشہور ہے جسے صحابہ کرام کی ایک جماعت نے رویت کیا ہے مثلاً عمر ،علی،خزیمه بن ثابت،ابو سعید خدری،صفوان بن عسال،عوف بن مالک،ابی بن عماره،ابن عباس اور عائشه رضی الله تعالیٰ عنهم نے۔

دوسری حدیث: وَ رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ وَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُما اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بَعْدَ الْمَائِدَةِ.

ترجمہ: اورحضرت عائشہ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد مسح فرمایا۔

جواب دوم: وَاَمَّا الْاٰیَةُ فَقَدْ قُرِئَتْ بِقِرَاءَ تَیْنِ فَنَعْمَلُ بِهِمَا فِیْ حَالَتَیْنِ فَنَقُوْلُ وَظِیْفَتُهُمَا الْغَسْلُ اِذَا کَانَتَا بَادِیَتَیْنِ وَالْمَسْحُ اِذَا کَانَتَا مَسْتُوْرَتَیْنِ بِالْخُفِّ عَمَلًا بِالْقِرَاءَ تَیْنِ بِقَدْرِ الْاِمْکَانِ .

ترجمہ: اوررہی آیت کریمہ﴿اذاقمتم الی الصلوة...الخ المائدہ: ٦﴾تو تحقیق کہ وہ دوقرأتوں میں پڑھی گئی ہے (١) نصب (٢) جر تو دوحالتوں میں دونوں پرہم عمل کرتے ہیں چنانچہ بقدرامکان دونوں قرأتوں پرعمل کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ غسل ان دونوں کا مقرر ہے جبکہ دونوں پاؤں کھلے ہوں اورمسح ہے جبکہ دونوں موزے میں چھپے ہوں۔(بدائع الصنائع للکاسانی۔کتاب الطہارۃ جلد١ ص٧٦۔٧٧۔٧٨)

مذکورہ بالاتشریح کے مطابق پیرپرمسح جائزھوناچاھئے نہ کہ موزہ پر

سوال : اوپر بیان کردہ تشریح کےمطابق آیت کریمہ کامقتضیٰ یہ ہے کہ "اَرْجُلِکُمْ" کو مجرور پڑھنے کی صورت میں پیرپرمسح جائزہونہ کہ موزوں پرپھرموزوں پرمسح کیون جائزہے؟

جواب: اس کاایک جواب تو وہی ہے کہ حضورصلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے خودبھی موزوں پرمسح فرمایااورمسح کرنے کاحکم بھی دیا لہٰذا قیاس کواس میں دخل نہیں۔اور **دوسراجواب** یہ ہے کہ

بدائع الصنائع میں ہے، ”وَ یَجُوْزُ اَنْ یُّقَالَ لِمَنْ مَسَحَ عَلیٰ خُفِّهٖ اَنَّهٗ مَسَحَ عَلیٰ رِجْلِهٖ کَمَا یَجُوْزُاَن یُّقَالَ ضَرَبَ عَلٰی رِجْلِهٖ وَاِنْ ضَرَبَ عَلٰی خُفِّهٖ۔یعنی جائز ہے کہ کہا جائے کہ جس نے موزہ پرمسح کیا اس نے پیر پرمسح کیا جیسا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اس نے پاؤں پر مارا اگرچہ اس نے موزہ پر مارا ہو۔(بحوالۂ سابق)

وضو میں سرکامسح کان کے نیچے کے بالوں پرکیسا؟

سوال: اگر وضو میں سر کا مسح کان کے نیچے لٹکے ہوئے بال پر کیا تو مسح نہ ہوا کیوں؟

جواب: وَلَوْمَسَحَ عَلٰی شَعْرِه وَکَانَ شَعْرُهٗ طَوِیْلًافَاِنْ مَسَحَ عَلٰی مَا تَحْتَ اُذُنِهٖ لَمْ یَجُزْ وَاِنْ مَسَحَ عَلٰی مَا فَوْقَهَاجَازَ.لِاَنَّ الْمَسْحَ عَلٰی الشَّعْرِ کَالْمَسْحِ عَلٰی مَاتَحْتَهٗ وَمَاتَحْتَ الْاُذْنِ عُنُقٌ وَمَافَوْقَهٗ رَاسٌ.

ترجمہ: اور اگر وضو کرنے والے نے مسح کیا اپنے بال پر اور اس کے بال لمبے تھے پس اگر اس نے مسح کیا ان بالوں پر جو کان کے نیچے تھے تو جائز نہیں اور اگر مسح کیا ان بالوں پر جو کان کے اوپر تھے تو جائز ہے کیونکہ بال پر مسح اس پر مسح کے مانند ہے جو اس کے نیچے ہے اور جو کان کے نیچے ہے وہ گردن ہے اور جو اس کے اوپر ہے وہ سر ہے اور سر کا مسح فرض ہے نہ کہ گردن کا

﴿بدائع الصنائع للکاسانی۔کتاب الطہارۃ ج۱ ص۷۱ مکتبہ زکریا﴾

مسح نہ کیا پھربارش ہوئی سربھیگ گیاتوکیاحکم ہے؟

سوال: اگر کسی نے وضو کیا اور سر کا مسح نہ کیا پھر بارش ہوئی اور مقدار مفروض سر بھیگ گیا اگر چہ اس پر ہاتھ نہ پھیرا ہو وضو ہو گیا ایسا کیوں؟

جواب: لَوْاَصَابَ رَاسَهٗ الْمَطَرُمِقْدَارَالْمَفْرُوْضِ اَجْزَاَهٗ مَسَحَهٗ بِیَدِه اَوْلَمْ یَمْسَحْهُ لِاَنَّ الْفِعْلَ لَیْسَ بِمَقْصُوْدٍفِی الْمَسْحِ وَاِنَّمَاالْمَقْصُوْدُهُوَوَصُوْلُ الْمَاءِ

اِلٰی ظَاھِرِ الشَّعْرِ وَقَدْ وُجِدَ وَاللّٰہُ الْمُوَ فِّقُ .

ترجمہ: اگر وضو کرنے والے کے سر کے فرض کی مقدار حصہ کو بارش پہونچی تو اسے کافی ہے خواہ اپنے ہاتھ سے اس پر مسح کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ مسح میں فعل مقصود نہیں ہے بلکہ مقصود تو بال کے ظاہری حصہ تک پانی کا پہونچانا ہے اور تحقیق کہ وہ حاصل ہو گیا (بحوالہ سابق)

مُحْدِث کو قرآن کا ترجمہ تفسیر وغیرہ چھونا کیسا ھے؟

سوال: بے وضو شخص کیلئے قرآن شریف کا ترجمہ، تفسیر اور فقہ وغیرہ کی کتابیں جس میں آیات قرآنیہ لکھی ہوں چھونا کیسا ہے؟

جواب: قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رَضَا خَانُ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمَانُ : یَحْرُمُ لِلْمُحْدِثِ مَسُّ الْمُصْحَفِ مُطْلَقًا سَوَاءٌ کَانَ فِیْہِ الْمَکْتُوْبُ ھُوَ نَظْمُ الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ فَقَطْ اَوْمَعَہُ التَّرْجَمَۃُ وَالتَّفْسِیْرُوَرَسْمُ الْخَطِّ وَغَیْرُھَالِاَنَّ بِھٰذَاالْقَدْرِلَایَزُوْلُ عَنْہُ اِسْمُ الْمُصْحَفِ بَلْ اِنَّمَایُقَالُ لَہُ الْقُرْآنُ الْمَجِیْدحِیْنَئِذٍاَیْضًاوَلَا یُعْطٰی لَہُ اِسْمٌ آخَرُ کَالتَّرْجَمَۃِ وَالتَّفْسِیْرِ اَوْغَیْرِھَالِاَنَّ ھٰذِہ الزَّوَائِدَتَابِعَۃٌ لِلْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ وَلَیْسَتْ عَلٰیحِدَۃً وَ لِھٰذا لَایَجُوْزُ مَسُّ بِیَاضِ حَاشِیَۃِ الْمُصْحفِ اَیْضاً وَ ھٰکذا مَسُّ التَّرْجَمَۃِ مَمْنُوْعٌ وَ اِنْ کَانَ مَکْتُوْباً عَلٰیحِدَۃً.

(الفتاوی الرضویہ ، المخرجہ ، ۷۹۳/۱، مترجماً وملخصاً)

وَقَالَ فِی مَوْضَعٍ آخَرَ نَقْلًا عَنْ رَدِّالْمُحْتَارِ: فِی السِّرَاجِ عَنِ الْاِیْضَاحِ اَنَّ کُتُبَ التَّفْسِیْرِ لَا یَجُوْزُ مَسُّ مَوْضَعِ الْقُرْاٰنِ مِنْھَا وَلَہٗ اَنْ یَّمُسَّ غَیْرَہٗ وَ کَذَا کُتُبَ الْفِقْہِ اِذَاکَانَ فِیْھَا شَئٌ مِّنَ الْقُرْآنِ بِخَلَافِ الْمُصْحَفِ فَاِنَّ الْکُلَّ فِیْہِ تَبْعٌ لِلْقُرْآنِ.

(الفتاوی الرضویہ ، المخرجۃ ، ۷۹٤/۱)

ترجمہ: امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن: نے فرمایا بے وضو کیلئے مطلقا قرآن کا چھونا حرام ہے خواہ اس میں فقط نظم قرآن مجید لکھا ہوا ہو یا اس کے ساتھ ترجمہ' تفسیر اور رسم الخط وغیرہ ہو کیونکہ اتنی مقدار سے اس سے اسم مصحف زائل نہیں ہوجاتا بلکہ اس وقت بھی اسے قرآن مجید ہی کہا جاتا ہے 'اور کوئی دوسرا نام اسے نہیں دیا جاتا جیسے ترجمہ' تفسیر اور اس کے علاوہ کیونکہ یہ زوائد قرآن مجید کے تابع ہیں' الگ نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن کے حاشیہ کی سفیدی کا چھونا بھی جائز نہیں اور ایسے ہی ترجمہ کا چھونا ممنوع ہے اگرچہ الگ لکھا ہوا ہو اور دوسری جگہ ردالمحتار سے نقل کرتے ہوے فرمایا سراج میں ایضاح سے ہے کہ تفسیر کی کتابوں کی ان جگہوں کا چھونا جس میں آیات قرآنیہ لکھی ہوئی ہوں جائز نہیں اور اس کے علاوہ کا چھونا جائز ہے ایسے ہی فقہ کی کتابیں جبکہ اس میں قرآن میں سے کچھ لکھا ہو چھونا جائز ہے برخلاف مصحف کے کیونکہ اس میں کل کے کل قرآن کے تابع ہیں (اور قرآن کا بغیر وضو چھونا جائز نہیں) **واللہ اعلم بالصواب۔**

(النور والضیا من افادات الامام احمد رضا علی مراقی الفلاح/ص/۹٦)

مسجد کے اندر اذان دینا کیسا؟

سوال: مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ کیوں؟

جواب: ہمارے علمائے کرام نے فتاوٰی قاضی خان و فتاوٰی خلاصہ و فتح القدیر نظم و شرح نقایہ برجندی و بحر الرائق و فتاوی ہندیہ و طحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرھا میں تصریح فرمائی ہے کہ مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے فتاوی خانیہ میں ہے "**یَنبَغِی أن یُّؤَذَّنَ عَلَی الْمِئْذَنَةِ اَوْ خَارِجَ الْمَسْجِدِ وَلَا یُؤَذَّنَ فِی الْمَسْجِدِ**"، یعنی اذان منارے پر یا مسجد کے باہر چاہئے مسجد میں اذان نہ کہی جائے بعینہ یہی عبارت فتاوٰی خلاصہ و فتاوٰی خانیہ عالمگیریہ میں ہے فتح القدیر میں ہے............

اَلْاِقَامَةُ فِی الْمَسْجِدِ لَابُدَّ وَاَمَّا الْاَذَانُ فَعَلَی الْمِئْذَنَةِ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ فَفِی فَنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالُوْ الَایُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ "یعنی تکبیر تو ضرور مسجد میں ہوگی۔ رہی اذان وہ منارے پر ہو منارہ نہ ہو تو بیرون مسجد زمین متعلق مسجد میں ہو علما فرماتے ہیں مسجد میں اذان نہ ہو۔ حاشیۂ طحطاوی میں ہے

"یَکْرَہُ أن یُّؤَذَّنَ فِی الْمَسْجِدِ کَمَا فِی الْقُھِسْتَانِیُ عَنِ النَّظْمِ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ ثَمَّ مَکَانٌ مُرْتَفعٌ لِلاَذَانِ یُؤَذَّنُ فِیُ فَنَاءِ الْمَسْجِدِ کَمَا فِی الْفَتْحِ "

یعنی مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے: جیسا کہ قہستانی میں نظم سے منقول ہے تو اگر وہاں اذان کیلئے کوئی بلند مکان نہ بنا ہو تو مسجد کے آس پاس اس کے متعلق زمین میں اذان دے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے (فتاوی رضویہ / ج/۳/ص/ ۷۷۱/ مکتبہ رضا اکیڈمی)

دلیلِ عقلی: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ جمعہ کے خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دینے کی ممانعت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: وجہ مفسدت ظاہر ہے کہ دربار **مَلِکُ الْمُلوک** جَلَّ جَلَالُہٗ کی بے ادبی ہے شاہد اس کا شاہد ہے دربار شاہی میں اگر چوبدار عین مکان اجلاس میں کھڑا ہوا چلائے کہ دربار یو چلو سلام کو حاضر ہو ضرور گستاخ' بے ادب ٹھہرے گا جس نے شاہی دربار نہ دیکھے ہوں وہ انہیں کچہریوں کو دیکھ لے **مدعی، مدعیٰ علیہ** ، گواہوں کی حاضری کمرہ سے باہر پکاری جاتی ہے چپراسی خود کمرۂ کچہری میں کھڑا ہو کر چلائے اور حاضریاں پکارے تو ضرور مستحق سزا ہو اور ایسے امور ادب میں شرعاً عرف معہود فی الشاهد ہی کا لحاظ ہوتا ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ ج/۳ص ۷۲۹/ رضا اکیڈمی) اس مسئلہ کی مکمل تحقیق کے لئے مطالعہ کریں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا رسالہ" اوفی اللمعه فی اذان یوم الجمعه"

سالم شخص کا دائمی معذور کی اقتدا کرنا کیسا؟

سوال: صحیح سالم شخص کا دائمی عذر والے کی اقتدا کرنا کیوں صحیح نہیں ؟

جواب: وَلایَصِحُّ اِقْتِدَاءُ الصَّحِیْحِ بِصَاحِبِ الْعُذْرِ الدَّائِمِ لِاَنَّ تَحْرِیْمَةَ الْاِمَامِ مَاانْعَقَدَتْ لِلصَّلاةِ مَعْ اِنْقِطَاعِ الدَّمِ ' فَلایَجُوْزُ الْبِنَاءُ' وَلِاَنَّ النَّاقِضَ لِلطَّهَارَةِ مَوْجُوْدٌلٰکِنْ لَمْ یَظْهَرْ فِیْ حَقِّ صَاحِبِ الْعُذْرِ لِلْعُذْرِوَلا عُذْرَفِیْ حَقِّ الْمُقْتَدِیْ.

ترجمہ: صحیح سالم شخص کا دائمی عذر والے کی اقتدا کرنا صحیح نہیں کیونکہ امام کی تحریمہ انقطاع دم کے ساتھ نماز کیلئے منعقد نہیں ہوئی تو بنا جائز نہ ہوگی اور اس لئے بھی کہ طہارت کیلئے ناقض موجود ہے لیکن صاحب عذر کے حق میں عذر کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوا اور مقتدی کے حق میں کوئی عذر نہیں۔(بدائع الصنائع/کتاب الصلاۃ/ج/۱/ص/۳۵۰)

قاری کااُمّی کی اورمتکلم کاگونگے کی اقتداکرناکیسا؟

سوال: قاری (جس کو کچھ قرآن یاد ہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو) کا امی (جس کو کوئی آیت یاد نہ ہو) کی اور متکلم (بولنے والے) کا گونگا کی اقتدا کیوں درست نہیں؟

جواب: وَلا یَجُوْزُ اِقْتِدَاءُ الْقَارِی بِالْاُمِّیِّ ، وَ الْمُتَکَلِّمِ بِالْاَخْرَسِ، لِاَنَّ تَحْرِیْمَةَ الْاِمَامِ مَاانْعَقَدَتْ لِلصَّلاةِ بِقِرَأةٍ فَلایَجُوْزُ الْبِنَاءُ مِنَ الْمُقْتَدِیْ ' وَلِاَنَّ الْقِرَأةَ رُکْنٌ لٰکِنَّهٗ سَقَطَ عَنِ الْاُمِّیْ وَالْاَخْرَسِ لَلْعُذْرِوَلاعُذْرَفِیْ حَقِّ الْمُقْتَدِیْ .

ترجمہ: قاری کا امی کی اور متکلم کا گونگے کی اقتدا کرنا جائز نہیں کیونکہ قرأت کے ساتھ نماز کے لئے امام کی تحریمہ منعقد نہیں ہوئی پس مقتدی کی جانب سے بنا جائز نہ ہوگی۔اور اس لئے بھی کہ قرأت رکن ہے لیکن عذر کے سبب امی اور گونگا سے ساقط ہوگئی اور مقتدی کے حق میں کوئی عذر نہیں۔(بحوالۂ سابق)

اُمّی کا گونگے کی اقتدا کرنا کیسا؟

سوال: امی کا گونگے کی اقتدا کرنا کیوں جائز نہیں؟

جواب: وَكَذَا لَايَجُوْزُ اِقْتِدَاءُ الْاُمِّیُ بِالْاَخْرَسِ لِمَاذَكَرْنَااَنَّ الْاِقْتِدَاءَ بِنَاءُ التَّحْرِيْمَةِ عَلٰى تَحْرِيْمَةِ الْاِمَامِ وَلَاتَحْرِيْمَةَ مِنَ الْاِمَامِ اَصْلًا فَاسْتَحَالَ الْبِنَاءُ اِلَّا اَنَّ الشَّرْعَ جَوَّزَ صَلَاتَهٗ بِلَاتَحْرِيْمَةٍ لِلضَّرُوْرَةِ ، وَلِاَنَّ التَّحْرِيْمَةَ مِنْ شَرَائِطِ الصَّلَاةِ لَا تَصِحُّ الصَّلَاةُ بِدُوْنِهَا فِيْ الْاَصْلِ.

ترجمہ: اور ایسے ہی امی کا گونگے کی اقتدا کرنا صحیح نہیں اس وجہ سے جو ہم نے بیان کیا کہ اقتدا نام ہے امام کی تحریمہ پر تحریمہ کی بنا کا اور امام کی جانب سے بالکل تحریمہ نہیں پائی گئی لہذا بنا محال ہوئی مگر یہ کہ شریعت نے ضرورتا بغیر تحریمہ کے گونگا کی نماز کو جائز قرار دیا۔ اور اس لئے بھی کہ تحریمہ شرائط نماز میں سے ہے جس کے بغیر اصلا نماز صحیح نہیں۔ (بحوالہٗ سابق)

کافر کی اور مرد کا عورت کی اقتدا کرنا کیسا؟

سوال: کافر کی اور مرد کا عورت کی اقتدا کرنا کیوں جائز نہیں؟

جواب: لَايَجُوْزُ الْاِقْتِدَاءُ بِالْكَافِرِ ، وَلَا اِقْتِدَاءُ الرَّجُلِ بِا لْمَرْأَةِ لِاَنَّ الْكَافِرَ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ ، وَالْمَرْأَةَ لَيْسَتْ مِنْ اَهْلِ اِمَامَةِ الرِّجَالِ فَكَانَتْ صَلَاتُهَا عَدَمًا فِيْ حَقِّ الرَّجُلِ ، فَا نْعَدَمَ مَعْنٰى الْاِقْتَدَاءِ وَهُوَ الْبِنَاءُ.

ترجمہ: کافر کی اور مرد کا عورت کی اقتدا کرنا جائز نہیں کیوں کہ کافر نماز کے اہل میں سے نہیں ہے اور عورت مردوں کی امامت کے اہل سے نہیں تو عورت کی نماز مرد کے حق میں معدوم ہوگی پس بنا جو کہ اقتدا کا معنی ہے معدوم ہوگیا۔

(بدائع الصنا ئع /کتاب الصلاۃ / ج/۱/ص/۳۵۲)

مردکاخنثی مشکل کی اقتداکرناکیسا؟

سوال: مردکاخنثیٰ مشکل کی اقتدا کرنا کیوں جائزنہیں؟

جواب: وَلایَجُوزُ اِقْتِدَاءُ الرَّجُلِ بِا لْخُنثیٰ الْمُشْکِلِ لِجَوَازِ اَنْ یَّکُوْنَ اِمْرَأةً.

ترجمہ: اورمرد کا خنثی مشکل کی اقتدا کرنا جائزنہیں خنثی مشکل کےعورت ہونے کے امکان کی وجہ سے۔(بحوا لۂ سابق)

عورت کا عورت کی اقتداکرناکیسا؟

سوال: عورت کاعورت کی اقتدا کرنا کیوں جائز ہے؟

جواب: یَجُوْزُ اِقْتِدَاءُ الْمَرْأةِ بِا لْمَرْأةِ لِاِسْتِوَاءِ حَا لِهِمَا ، اِلَّا اَنَّ صَلَا تَهُنَّ فُرَادیٰ اَفْضَلُ لِاَنَّ جَمَاعَتَهُنَّ مَنْسُوْخَةٌ.

ترجمہ: عورت کاعورت کی اقتدا کرناان دونوں کے حال کے برابری کی وجہ سے جائز ہے مگر یہ کہ ان کی نماز الگ الگ افضل ہے کیونکہ عورتوں کی جماعت منسوخ ہے۔(بحوا لۂ سابق)

عورت کا خنثی مشکل کی اقتداکرناکیسا؟

سوال: عورت کاخنثی مشکل کی اقتدا کرنا کیوں جائز ہے؟

جواب: وَکَذَایَجُوْزُ اِقْتِدَاءُ هَا بِالْخُنثیٰ الْمُشْکِلِ لِاَنَّهُ اِنْ کَانَ رَجُلًا فَاِقْتِدَاءُ الْمَرْأةِ بِالرَّجُلِ صَحِیْحٌ وَاِنْ کَانَ اِمْرَأةً فَاِقْتِدَاءُ الْمَرْأةِ بِالْمَرْأةِ جَائِزٌ اَیْضًا لٰکِنَّ یَنْبَغِی لِلْخُنثیٰ اَنْ یَّتَقَدَّمَ وَلایَقُوْمَ فِیْ وَسْطِ الصَّفِّ لِاِحْتِمَالِ اَن یَکُوْنَ رَجُلًا فَتَفْسُدُ صَلاَ تُهُ بِالْمُحَاذَاةِ.

ترجمہ: اورایسے ہی عورت کاخنثی مشکل کی اقتدا کرنا جائز ہے اسلئے کہ اگر وہ مرد ہوتو عورت

کا مرد کی اقتدا کرنا صحیح ہے اور اگر عورت ہو تو عورت کا عورت کی اقتدا کرنا بھی جائز ہے لیکن خنثی کے لئے ضروری ہے کہ وہ آگے ہو اور صف کے بیچ میں نہ کھڑا ہو کیونکہ اس کے مرد ہونے کا احتمال ہے پس محاذات (برابری) کی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہوگی۔ (بحوالۂ سابق)

خنثی مشکل کا خنثی مشکل کی اقتدا کرنا کیسا؟

سوال: خنثی مشکل کا خنثی مشکل کی اقتدا کرنا کیوں جائز نہیں؟

جواب: لَايَجُوْزُ اِقْتِدَاءُ الْخُنثیٰ الْمُشْکِلِ بِا لْخُنثیٰ الْمُشْکِلِ لِاِحْتِمَالِ اَنْ يَكُوْنَ الْاِمَامُ اِمْرَأَةً وَالْمُقْتَدِیْ رَجُلاً فَيَكُوْنُ اِقْتِدَاءُ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ عَلٰی بَعْضِ الْوَجُوْهِ فَلاَيَجُوْزُ اِحْتِيَا طًا.

ترجمه: خنثیٰ مشکل کا خنثیٰ مشکل کی اقتدا کرنا جائز نہیں کیوں کہ احتمال ہے کہ امام عورت ہو اور مقتدی مرد ہو تو بعض وجوہ سے مرد کا عورت کی اقتدا لازم آئے گی پس احتیاطاً جائز نہیں (بحوالۂ سابق)

فاسد وباطل ایک یا الگ الگ؟

سوال: فاسد و باطل دونوں ایک ہی ہے یا الگ الگ ؟

جواب: اَلْفَسَادُ وَالْبُطْلَانُ فِي الْعِبَادَةِ سِيَّانِ، وَ فِي الْمُعَامُلاَتِ كَالْبَيْعِ مُفْتَرِقَانِ.

ترجمه: فاسد اور باطل عبادت میں دونوں ایک ہی ہیں اور معاملات جیسے بیع میں الگ الگ ہیں۔(مراقی الفلاح / ص / ۱۷۱ / مکتبة المدینه)

معاملات میں فساد وبطلان میں فرق

سوال: معاملات میں فاسد کسے کہتے ہیں اور باطل کسے؟

جواب: مَاکَانَ مَشْرُوْعًا بِاَصْلِہٖ دُوْنَ وَصْفِہٖ کَالْبَیْعِ بِشَرْطٍ لَایَقْتَضِیْہِ الْعَقْدُفَھُوَفَاسِدٌ وَمَالَیْسَ مَشْرُوْعًا بِاَصْلِہٖ وَلَاوَصْفِہٖ کَبَیْعِ الْمَیْتَۃِ وَالدَّمِ فَھُوَ بَاطِلٌ.

ترجمہ: جواصل کے اعتبار سے مشروع ہو نہ کہ وصف کے اعتبار سے جیسے ایسی شرط کے ساتھ بیع جس کا عقد تقاضہ نہ کرے وہ فاسد ہے اور جو اصل ووصف کسی اعتبار سے مشروع نہ ہو جیسے مرداراور خون کی بیع تو وہ باطل ہے۔

(النوروالضیامن افادات الامام احمد رضا/ص/۱۷۱/مکتبۃ المدینہ)

قعدۂ اخیرہ میں ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِزَیْدٍ ''کہنا کیسا؟

سوال: کسی نے نماز میں قعدۂ اخیرہ کے دعائے ماثورہ میں ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِزَیْدٍ ''کہا تو اس کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: قَالَ فِی الْبحرِ ۱/۳۵۱/ نَقْلاً عَنِ الْحَاوِی الْقُدْسِیْ: مِنْ سُنَنِ الْقَعْدَۃِ الْاَخِیْرَۃِ الدُّعَاءُ بِمَا شَاءَ مِنْ صَلَاحِ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا لِنَفْسِہٖ وَلِوَالِدَیْہِ وَاُسْتَاذِہٖ وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَھُوَ یُفِیْدُ اَنَّہٗ لَوْ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِاُسْتَاذِیْ لَاتَفْسُدُ مَعْ اَنَّ الْاُسْتَاذَ لَیْسَ فِیْ الْقُرْآنِ فَیَقْتَضِیْ عَدَمَ الْفَسَادِ بِقَوْلِہٖ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِزَیْدٍ وَانْظُرْ حَاشِیَۃَ ابْنِ عَابِدِیْنَ ' ۱/۳۵۰.

ترجمہ: صاحب بحر نے بحر الرائق جلداول صفحہ۳۵۱ میں حاوی القدسی سے نقل کرتے ہوئے فرمایا قعدۂ اخیرہ کی سنتوں میں سے دعا ہے دین ودنیا کی بھلائی میں سے جو چاہے اپنے لیئے اپنے والدین' استاداور تمام مومنین کیلئے اور یہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اگر اس نے ''اللھم اغفرلی ولوالدی ولاستاذی '' کہا تو نماز فاسد نہ ہوگی باوجود کہ قرآن میں لفظ

استاد نہیں ہے تو یہ ان کے قول'' اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِزَیْدٍ '' سے نماز کے فاسد نہ ہونے کا تقاضہ کرتا ہے تفصیل کیلئے حاشیہ ابن عابدین اول رص ر ۳۵۰ رکا مطالعہ کریں (بحوالۂ سابق)

دعامانگنے کا سنت طریقہ

سوال: دعامانگنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب: **مراقی الفلاح** میں'' رَافِعِیْ اَیْدِیْھِم '' کی تشریح میں ہے، حِذَاءَ الصَّدْرِ وَبُطُوْنُھَامِمَّایَلِیَ الْوَجْہَ بِخُشُوْعٍ وَسُکُوْنٍ ثُمَّ یَخْتِمُوْنَ بِقَوْلِہٖ تَعَالیٰ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّایَصِفُوْنَ ''[الصافات ۱۸۰] اَلْآیَۃُ لِقَوْلِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکْتَالَ بَالْمِکْیَالِ الْاَوْفیٰ مِنَ الْاَجْرِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَلِیَکُنْ آخِرُکَلَامِہٖ اِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِہٖ ''سُبْحَانَ رَبِّکَ'' [الصافات ۱۸۰] الآیۃ''وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَنْ قَالَ دُبُرَکُلِّ صَلَاۃٍ''سُبْحَانَ رَبِّکَ''الآیۃ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدِ اکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفیٰ مِنَ الْاَجْرِ (ثُمَّ یَمْسَحُوْنَ بِھَا)اَیْ بِاَیْدِیْھِمْ(وَجُوْھَھُمْ فِیْ آخِرِہٖ)لِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَوْتَ اللّٰہَ فَادْعُ بِبَاطِنِ کَفَّیْکَ وَلَاتَدْعُ بِظُھُوْرِھِمَا فَاِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِھِمَا وَجْھَکَ وَکَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَارَفَعَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ یُحَطِّھِمَا وَفِی رِوَایَۃٍ لَمْ یَرُدُّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ وَاللّٰہُ تَعَالیٰ الْمُوَفِّقُ.

ترجمہ: یعنی **مراقی الفلاح** میں'' رَافِعِیْ اَیْدِیْھِم '' کی تشریح میں ہے''کہ ہاتھ سینہ کے برابراور دونوں ہتھیلی کا پیٹ چہرہ کے مقابل ہوخشوع اورسکون سے دعامانگے پھراللہ تعالیٰ

کا فرمان ''سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّایَصِفُوْنَ'' سے ختم کرے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان عالیشان کی وجہ سے کہ جو پسند کرتا ہو کہ قیامت کے دن پورا پورا اجر ملے تو چاہیئے کہ جب وہ مجلس سے کھڑا ہوتو اس کے کلام کا آخری حصہ ''سُبْحَانَ رَبِّکَ الخ'' ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ رَبِّکَ پوری آیت تین مرتبہ پڑھی تو تحقیق کہ اس نے پورا اجر پایا پھر دعا کے آخر میں اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے کا مسح کرلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہ ''جب تم اللہ سے دعا مانگو تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے پیٹ سے دعا مانگو اوران کی پیٹھ سے نہ مانگو پس جب تم فارغ ہو جاؤ تو دونوں ہتھیلیوں سے اپنے چہرے کا مسح کرلو۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تو نہیں رکھتے اورایک روایت میں ہے کہ نہیں لوٹاتے یہاں تک کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرہ مبارک کا مسح فرمالیتے اوراللہ تعالی توفیق عطا فرمانے والا ہے ۔لہٰذا دعا کا سنت طریقہ یہی ہے جو مذکور ہوا(مراقی الفلاح/ص/۱۷۰/مکتبۃ المدینہ)

دعابلند آوازسے افضل یا آہستہ؟

سوال: نماز کے بعد دعا بلند آواز سے مانگنا افضل ہے یا آہستہ ؟

جواب: قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رَضَاخَانُ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰنْ :اَلدُّعَاءُ بِالْجِھْرِ بَعْدَالصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ لَابَاسَ بِہ عِنْدَ التَّحْقِیْقِ اِذَالَمْ یَکُنْ بَاعِثًا لِاِیْذَاءِ مُصَلٍّ اَوْ نَائِمٍ اَوْ مَرِیْضٍ لکِنَّ الْاِخْفَاءَ اَفْضَلُ لِمَا فِی الْحَدِیْثِ مِنَ الذِّکْرِ الْخَفِیِّ.

ترجمہ: امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمان نے فرمایا کہ فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے دعا مانگنے میں عندالتحقیق کوئی حرج نہیں جبکہ کسی نمازی یا سونے والے یا بیمار کی تکلیف

کاباعث نہ ہولیکن آہستہ دعا مانگنا افضل ہے اس وجہ سے کہ حدیث میں ذکر خفی کا ذکر ہے (بحوالۂ سابق)

دعاکے بعد ہاتھوں کو چومنا کیسا؟

سوال: دعا مانگنے کے بعد ہاتھوں کو چومنا چاہئے یا نہیں؟

جواب : قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رَضَاخَانُ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنُ :اَلدُّعَاءُ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَرَفْعُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَسْحُ وَجْهِه بِيَدَيْهِ كُلُّهَا ثَبتَ بِالسُّنَّةِ لٰكِنَّ تَقْبِيْلَ يَدَيْهِ لَيْسَ ثَابِتًا بِالسُّنَّةِ ..

ترجمہ : امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان نے فرمایا کہ نماز کے بعد دعا مانگنا اور دونوں ہاتھوں کو اٹھانا پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کا مسح کرنا کل کے کل سنت سے ثابت ہیں لیکن ہاتھوں کو چومنا سنت سے ثابت نہیں ۔لہٰذا چومنا نہیں چاہئے (بحوالۂ سابق)

اظهار المعصية معصية

سوال : فقہ کا ضابطہ ہے " اِظْهَارُ الْمَعْصِيَةِ مَعْصِيَةٌ"،یعنی گناہ کو ظاہر کرنا گناہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قضا نماز مسجد میں پڑھنے اور وتر کی قضا میں تیسری رکعت کی تکبیر قنوت میں ہاتھ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے 'تو پھر قضا نمازوں کیلئے اذان و اقامت سنت کیوں جبکہ نماز کو قضا کردینا معصیت اور اس کیلئے اذان و اقامت بدرجۂ اتم و اکمل اظہار معصیت ہے۔

جواب:لَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حِيْنَ شَغَلَهُ الْكُفَّارُيَوْمَ الْاَحْزَابِ عَنْ اَرْبَعِ صَلَوَاتٍ اَلظُّهْرِوَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَقَضَاهُنَّ مُرَتَّبًا عَلىٰ الْوِلَاءِ وَاَمَرَبِلَالًا اَنْ يُؤَذِّنَ وَيُقِيْمَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ .

ترجمہ : کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اذان و اقامت میں سے ہر ایک ادا فرمایا ہے جبکہ خندق کے موقع سے چار نمازیں ظہر' عصر' مغرب و عشاء ادا کرنے سے رہ گئی تھیں تو

آپ نے پے در پے ترتیب واران کی قضا کی اور حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کیلئے وہ اذان واقامت کہیں۔(مراقی الفلاح ص/۱۲۱/مکتبة المدینه)

فائدہ: اصل جواب تو یہی ہے جو اوپر مذکور ہوا جیسا کہ فقہ کی تمام کتب معتبرہ میں یہی مرقوم ہے لہذا قضا نماز کیلئے اذان واقامت سنت ہوگی لیکن سوال میں ذکر کردہ فقہ کا ضابطہ ''اظهار المعصية معصية'' کے تحت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیه رحمة الرحمن کی ایک تحقیق یہ بھی ہے جو النور والضیا میں بحوالۂ جد الممتار ج/۱/ص/۸۴/ پر ہے کہ ''قَالَ الْإِمَامُ اَحْمَدُ رَضَاخَانُ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنُ فِي الْاَذَانِ وَالْإِقَامَةِ لِلصَّلَاةِ الْقَضَاءِ:أَقُوْلُ كَيْفَ هٰذَا وَهُوَ مَامُوْرٌبِاخْفَاءِ الْقَضَاءِ لِاَنَّهَا مَعْصِيَّةٌ وَالْمَعْصِيَّةُ لَايَجُوْزُ اِظْهَارُهَاوَلِذَا لَاتُقْضٰى فِي الْمَسْجِدِ وَلَايَرْفَعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ قُنُوْتِ وِتْرِ الْقَضَاءِ (جد الممتار،۲/۸٤)

یعنی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ بندہ قضا کے چھپانے پر مامور ہے کیونکہ قضا معصیت ہے اور معصیت کا اظہار جائز نہیں یہی وجہ ہے کہ مسجد میں قضا نہیں پڑھی جائے گی اور نہ ہی وتر کی قضا میں قنوت کے وقت ہاتھ اٹھائے۔

(النوروالضیا من افادات الامام احمدرضاص/۱۱۸)

خطبہ واقامت کے درمیان سنن و نوافل کاحکم

سوال: خطبہ واقامت کے درمیان سوائے فجر کی دو رکعت سنت کے سنن ونوافل مکروہ کیوں؟

جواب: لِاَنَّ الْاِسْتِمَاعَ فَرْضٌ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ فِيْ وَقْتِهَا حَرَامٌ لِقَوْلِه صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ''،فَكَيْفَ بِالنَّفْلِ ، وَالْحَدِيْثُ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُ فِي الْجُمْعَةِ ، ۱/۱ ۳۲۱.

ترجمہ : کیونکہ غور سے سننا فرض ہے اوراس وقت **امر بالمعروف** حرام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے اپنے ساتھی سے کہا خاموش رہو درانحالیکہ امام خطبہ دے رہا تھا تو تم نے لغو کیا تو پھر نفل کیسے صحیح ہو اوراس حدیث کو نقل کیا امام بخاری نے باب الجمعہ ج ۱/ص/۳۲۱/ پر(النور والضیا من افادات الامام احمد رضاص/۱۱۵)

مؤذن کا کانوں میں انگلیاں ڈالنا

سوال: اذان دیتے وقت مؤذن کا کانوں میں انگلیاں ڈالنا کیسا ہے ؟

جواب : اذان دیتے وقت دونوں کانوں کے سوراخوں کو شہادت کی انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے کیونکہ اس سے آواز بلند ہوتی ہے جو مطلوب ومقصود ہے۔

(انوارالایضاح ص/۱۹۱/بحوالۂ تحفۃ الالمعی:۱/۵۱۲)

کان بند کرنے سے آواز کا بلند ہونا

سوال: کان بند کرنے سے آواز کیوں بلند ہوتی ہے ؟

جواب: کان بند کرنے سے آواز اسلئے بلند ہوتی ہے کہ ہوا تین جگہ سے نکلتی ہے منہ ' ناک اور کان سے' البتہ منہ اور ناک سے ایک وقت میں ایک ہی جگہ سے نکلتی ہے پس جب کلمات اذان کہتے وقت منہ کھل رہا ہے اوراس سے سانس نکل رہا ہے تو ناک خود بخود بند ہو جائے گی اس سے ہوا نہیں نکلے گی البتہ کانوں سے نکلے گی پس جب کان کے سوراخ انگلیوں سے بند کردیئے تو ہوا منہ سے زور سے نکلے گی اور آواز بلند ہوگی۔

دوسری وجہ: دوسری وجہ یہ ہے کہ بہرہ آدمی اونچا بولتا ہے جب وہ خود اپنی آواز سنتا ہے تب اس کو تسلی ہوتی ہے اسی طرح جب مؤذن بہ تکلف بہرہ بنے گا تو وہ زور سے بولنے پر مجبور ہوگا (بحوالۂ سابق)

امامت اذان سے افضل کیوں؟

سوال: امامت اذان سے افضل کیوں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے ”لَوْلَا الْخِلَافَةُ لَأَذَّنْتُ“یعنی اگر خلافت نہ ہوتی تو میں ضرور اذان دیتا جس سے اذان کی فضیلت سمجھ میں آتی ہے؟

جواب: اَلْاِمَامَةُ اَفْضَلُ مِنَ الْاَذَانِ لِمُوَاظَبَةِ النَّبِیِّ صَلَی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلیٰ الْاِمَامَةِ، وَکَذَا الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ مِنْ بَعْدِہٖ، وَقَوْلُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْهُ: لَوْلَا الْخِلَافَةُ لَأَذَّنْتُ"لَا یَسْتَلْزِمُ تَفْضِیْلَهُ عَلَیْهَا بَلْ مُرَادُہٗ لَأَذَّنْتُ مَعَ الْاِمَامَةِ، لَا مَعْ تَرْکِهَا فَیُفِیْدُ: اَنَّ الْاَفْضَلَ کَوْنُ الْاِمَامِ هُوَ الْمُؤَذِّنُ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اورآپ کے بعد خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کےامامت پر ہمیشگی فرمانے کی وجہ سے امامت اذان سے افضل ہےاور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ”لولاالخلافۃلأذنت“ امامت پراذان کی فضیلت کو مستلزم نہیں ہے بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ میں امامت کے ساتھ ضروراذان دیتا نہ کہ امامت کوچھوڑکر پس اس سے مستفاد تو یہ ہے کہ امام کا مؤذن بھی ہونا افضل ہے

(النوروالضیامن افادات الامام احمد رضا /ص/۱۱۷)

خطبہ کے وقت ھاتھ میں عصا لیناکیسا؟

سوال: بعض علما فرماتے ہیں کے جمعہ میں خطبہ کے وقت خطیب کا ہاتھ میں عصا لینا سنت ہے جبکہ بعض فرماتے ہیں کہ مکروہ ہے لہٰذا کس پر عمل کیا جائے؟

جواب: قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدْرَضَاخَانْ عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنْ :حِیْنَ سُئِلَ عَنْ..

اَخْذِ الْعَصَاءِ فِی خُطْبَةِ الْجُمْعَةِ : کَتَبَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ اَنَّهٗ سُنَّةٌ، وَالْبَعْضُ اَنَّهٗ مَکْرُوْهٌ ، فَاِنْ کَانَ سُنَّةً فَظَاهِرٌ اَنَّهٗ لَیْسَ بِسُنَّةٍ مُؤَکَّدَةٍ فَالْاِحْتِرَازُ عَنْهُ اَوْلٰی بِالنَّظْرِ اِلَی الْاِخْتِلَافِ اِلَّا لِعُذْرٍ ، ثُمَّ بَیَّنَ الضَّابِطَةَ فِیْهِ فَقَالَ: وَذَالِکَ لِاَنَّ الْفِعْلَ اِذَاتَرَدَّدَ بَیْنَ السُّنَّةِ وَالْکَرَاهَةِ کَانَ تَرْکُهٗ اَوْلٰی.

(الفتاوی الرضویه ،المخرجة، ۳۰۳/۸، مترجما وملخصا)

ترجمه: امام احمد رضا خان علیه رحمة الرحمن نے فرمایا جب جمعہ کے خطبہ میں عصا کے متعلق ان سے پوچھا گیا: بعض علما نے عصا لینا سنت اور بعض نے مکروہ لکھا ہے پس اگر سنت ہو تو ظاہر ہے کہ وہ سنت مؤکدہ نہیں ہے تو اختلاف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے بچنا ہی بہتر ہے مگر جبکہ عذر ہو تو کوئی حرج نہیں، پھر اس تعلق سے ضابطہ بیان فرمایا چنانچہ انھوں نے کہا اور وہ اسلئے کہ جب کسی کام میں سنت وکراہت کے درمیان تردد ہو تو ترک اولی ہے

(النور والضیا من افادات الامام احمد رضا/ص/۱۱۳)

جمعہ وعیدین میں دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا

سوال: جمعہ وعیدین میں دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے یا مستحب اور بیٹھنے میں حکمت کیا ہے؟

جواب: سنت ہے۔لِمَارُوِیَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سُمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَخْطُبُ خُطْبَتَیْنِ قَائِمًا یَجْلِسُ فِیْمَا بَیْنَهُمَا جَلْسَةً خَفِیْفَةً وَیَتْلُوْا آیَاتٍ مِّنَ الْقُرْآنِ .

ترجمه: کیونکہ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر دو خطبہ دیتے تھے ان دونوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھتے تھے

اورقرآن شریف کی کچھ آیتیں تلاوت فرماتے تھے۔

دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے میں حکمت

اوردونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے میں حکمت یہ ہے کہ استراحت وآرام مقصود ہے بدائع الصنائع میں ہے۔عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا .اَنَّہٗ کَانَ یَخْطُبُ خُطْبَۃً وَاحِدَۃً فَلَمَّا ثَقُلَ اَیْ اَسَنَّ جَعَلَھَا خُطْبَتَیْنِ وَقَعَدَ بَیْنَہُمَا فَھٰذَا دَلِیْلٌ عَلیٰ اَنَّ الْقَعْدَۃَ لِلْاِ سْتِرَاحَۃِ لَااَنَّہٗ شَرْطٌ لَازِمٌ

(بدائع الصنائع /ج/١ص/٥٩١/كتاب الصلاة/سنن الخطبة)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی الله عنهما سے مروی ہے کہ آپ ایک خطبہ دیتے تھے پھر جب آپ ضعیف یعنی عمر دراز ہوگئے تو اس کو دوخطبہ بنادیا اورآپ نے درمیان میں بیٹھا پس یہ دلیل ہےاس بات کی کہ بیٹھنا استراحت کیلئے ہے نہ کہ وہ شرط لازم ہے۔

رات میں جانور ذبح کرنا

سوال: رات میں جانورکوذبح کرنامکروہ کیوں ؟

جواب: رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی عَنِ الْاَضْحیٰ لَیْلاً وَ عَنِ الْحِصَادِ لَیْلاً. رسول اللہ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سے مروی ہے کی آپ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نے رات میں قربانی کرنے اورکھیت کاٹنے سے منع فرمایا۔(بدائع الصنائع/كتاب الذبائح والصيود/ج/٤/ص/١٨٨)

رات میں جانور ذبح کرنے میں کراھت کی وجہ

سوال: رات میں جانورکوذبح کرنے میں کراہت کی وجہ کیا ہے ؟

جواب: وَمَعْنیٰ الْکَرَاھَۃِ یَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ لِوَجُوْہٍ . یعنی کراہت کی کئی وجہ ہوسکتی ہیں۔

اَحُدُهَا۔ اَنَّ ا للَّیلَ وَقُتُ أمنٍ وَسُکُونٍ وَرَاحَۃٍ فَاِیُصَالُ الْاَلَمِ فِی وَقُتِ الرَّاحَۃِ یَکُوُنُ اَشَدَّ. یعنی رات امن وسکون اورراحت وآرام کاوقت ہےتو آرام کے وقت میں تکلیف پہونچانا زیادہ سخت ہوگا۔

وَالثَّانِی: اَنَّہٗ لَایَأمَنُ مِنُ اَنُ یَخُطِیَ فَیَقُطَعُ یَدَہٗ وَلِھٰذَا کَرِہَ الُحِصَادُ بِاللَّیُلِ. یعنی ذبح کرنے والا غلطی سے اپناہاتھ کاٹ سکتا ہےاسی وجہ سے رات میں کھیت کاٹنا مکروہ ہے۔

وَ الثَّالِث : اَنَّ الُعُرُوُقَ الُمَشُرُوُطَۃَ فِی الذَّبُحِ لَا تَتَبَیَّنُ فِی اللَّیُلِ فَرُبَّمَا لَا یَسُتَوُ فِی قَطُعُھَا. یعنی ذبح میں جن رگوں کا کاٹنا شرط ہے وہ رات میں معلوم نہ ہوسکے گا اور بسا اوقات ذبح مکمل نہ ہوسکے گا۔(بحوا لۂ سابق)

پہلے د ن قربا نی کا ا فضل ہو نا

سوال: پہلے دن قربانی کرنا افضل کیوں؟

جواب: اس کی کئی وجہ ہیں جیسا کہ ملک العلماء امام علاءالدین ابی بکرمسعودالکاسانی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب **بدائع الصنائع ج/٤/ کتاب التضحیہ** ص/۲۲۳/ پرتحریرفرماتے ہیں۔وَالَّذِیُ یَرُجِعُ اِلیٰ وَقُتِ التَّضُحِیَّۃِ فَالُمُسُتَحَبُّ ھُوَ الُیَوُمُ الُاَوَّلُ مِنُ اَیَّامِ النَّحُرِ لِمَا رَوَیُنَا عَنُ جَمَاعَۃٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنُھُمُ اَنَّھُمُ قَالُوُا اَیّامُ النَّحُرِ ثَلَاثَۃٌ أَوَّلُھَا اَفُضَلُھَا .وَلِاَنَّہٗ مُسَارِعَۃٌ اِلیٰ الُخَیُرِ وَقَدُ مَدَحَ اللّٰہُ جَلَّ شَانُہٗ اَلُمُسَارِعِیُنَ اِلیٰ الُخَیُرَاتِ السَّابِقِیُنَ لَھَا بِقَوُلِہ عَزَّشَانُہٗ :اُوُلٰئِکَ یُسَارِعُوُنَ فِی الُخَیُرَاتِ وَھُمُ لَھَا سَابِقُوُنَ وَقَالَ عَزَّشَانُہٗ وَسَارِعُوُا اِلیٰ مَغُفِرَۃٍ مِنُ رَّبِّکُمُ .اَیُ اِلیٰ سَبَبِ الُمَغُفِرَۃِ

وَلاَنَّ اللّٰہَ جَلَّ شَانُہٗ اَضَافَ عِبَادَہٗ فِی ھٰذِہِ الْاَیَّامِ بِلُحُوْمِ الْقَرَابِیْنَ فَکَانَتِ التَّضْحِیَّۃُ فِی اَوَّلِ الْوَقْتِ مِنْ بَابِ سُرْعَۃِ الْاِجَابَۃِ اِلیٰ ضِیَافَۃِ اللّٰہِ جَلَّ شَانُہٗ.

ترجمہ: قربانی کا مستحب وقت قربانی کے دنوں میں سے پہلا دن ہے اس حدیث شریف کی وجہ سے جو ہم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم کی ایک جماعت سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا قربانی کے دن تین ہیں ان میں سے افضل پہلا ہے۔ اور اسلئے کہ وہ خیر کی طرف جلدی کرنے والا ہے اور تحقیق کہ اللہ جل شانہ نے بھلائی کی طرف جلدی اور اس کی طرف سبقت کرنے والوں کی اپنے فرمان عالیشان۔ ''اُولٰئِکَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَھُمْ لَھَا سَابِقُوْنَ'' سے مدح فرمائی ہے اور اللہ عز شانہ نے فرمایا اپنے رب کی مغفرت کی طرف جلدی کرو یعنی مغفرت کے سبب کی طرف اور اسلئے کہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ ان ایام میں قرابت داروں کے گوشت سے اپنے بندوں کی مہمان نوازی فرماتا ہے پس اول وقت میں قربانی کرنا اللہ تعالی کی ضیافت کو جلدی قبول کرنے کے باب سے ہوگا۔

مذبوح کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا

سوال: ذبح کئے ہوئے جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کے مغز میں چھری بھوکنا یا اس کی کھال اتارنا مکروہ کیوں ؟

سوال: کیونکہ اس میں بلاضرورت جانور کو زیادہ تکلیف پہونچانا ہے جیسا کہ علامہ کاسانی نے فرمایا ''وَیَکْرَہُ لَہٗ بَعْدَ الذَّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَبْرُدَ اَنْ یَنْخَعَھَا اَیْضًا وَھُوَ اَنْ یَنْحَرَھَا حَتّٰی یُبْلِغَ النُّخَاعَ وَاَنْ یَسْلُخَھَا قَبْلَ اَنْ تَبْرُدَ لِاَنَّ فِیْہِ زِیَادَۃَ اِیْلَامٍ لَاحَاجَۃَ اِلَیْھَا

ترجمہ: اور ذبح کے بعد ٹھنڈا ہونے سے پہلے مکروہ ہے یہ کہ اس کے مغز میں چھری بھونکے اور وہ

یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرے یہاں تک کہ اس کے مغز تک پہونچا دے اور اس کی کھال اتارے اس سے پہلے کہ وہ ٹھنڈا ہو کیونکہ اس میں بلاضرورت زیادہ تکلیف دینا ہے۔

(بدائع الصنائع /کتاب الذبائح والصیود/ج/٤/ص/١٨٩)

زندگی میں ازار نیچے اور بعد موت اوپر کیوں؟

سوال: زندگی میں ازار (تہبند) نیچے اور کرتا اوپر پہنا جاتا ہے اور بعد موت (کفن میں) اس کے برعکس کیوں ؟

جواب: لِاَنَّ الْاِزَارَ تَحْتَ الْقَمِیْصِ حَالَةَ الْحَیَاۃِ لِیَتَیَسَّرَ عَلَیْهِ الْمَشِیْ ' وَبَعْدَ الْمَوْتِ لَایَحْتَاجُ اِلیٰ الْمَشِیْ.

ترجمہ: زندگی میں قمیص کے نیچے تہبند چلنے میں آسانی کیلئے ہے اور بعد وفات اس کی ضرورت نہیں ہے۔(بدائع الصنائع /ج/٢/٤٠)

جنت میں بھی علمائے کرام کی حاجت ہوگی

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جنتی جنت میں علمائے کرام کے محتاج ہونگے، اسلئے کہ وہ ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تَمَنَّوْا عَلَیَّ مَا شِئْتُمْ یعنی ''مجھ سے مانگو جو چاہو'' وہ جنتی علمائے کرام کی طرف متوجہ ہونگے کہ اپنے رب کریم سے کیا مانگیں؟ وہ فرمائیں گے: یہ مانگو، وہ مانگو، جیسے وہ لوگ دنیا میں علمائے کرام کے محتاج تھے، جنت میں بھی ان کے محتاج ہوں گے۔

(الجامع الصغیر للسیوطی)

کفن میں پائجامہ کیوں نہیں د یا جاتا جبکہ زندگی میں پہنتے ہیں؟

سوال: کفن میں پائجامہ کیوں نہیں دیا جاتا جبکہ زندگی میں پہنتے ہین؟

جواب: زندگی میں پائجامہ کی حاجت اسلئے ہے تاکہ چلنے میں عورت نہ کھلے اور بعد وفات اس کی کوئی حاجت نہیں جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے "اِلَّا اَنَّ فِیْ حَیَاتِہٖ کَانَ یَلْبَسُ السَّرَاوِیْلَ حَتّٰی لَاتَنْکَشِفَ عَوْرَتُہٗ عِنْدَ الْمَشِیِّ ' وَلَاحَاجَۃَ اِلیٰ ذَالِکَ بَعْدَمَوْتِہٖ فَاُقِیْمَ الْاِزَارُ مَقَامَ السَّرَاوِیْلِ. (بحوالۂ سابق)

جنازہ اٹھانے کا سنت طریقہ

سوال: جنازہ اٹھانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب: رُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَالَ: اَلسُّنَّۃُ اَنْ تُحْمِلَ الْجَنَازَۃُ مِنْ جَوَانِبِہَا الْاَرْبَعِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ جنازہ کو چاروں جانب سے اٹھایا جائے (بدائع الصنائع ' کتاب الصلاۃ /ج/۲/ص/۴۲)

دوسری حدیث: وروی ان ابن عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کَانَ یَدُوْرُ عَلیٰ الْجَنَازَۃِ مِنْ جَوَانِبِہَا الْاَرْبَعِ .

ترجمہ: اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ آپ جنازہ کے چاروں جانب چکر لگایا کرتے تھے

(بدائع الصنائع ' کتاب الصلاۃ /ج/۲/ص/۴۳)

جنازہ کے چاروں جانب کندھا دینا

سوال : جنازہ کے چاروں جانب کندھا دینا سنت کیوں؟

جواب: بدائع الصنائع میں ہے ''وَمَنْ اَرَادَ اِکْمَالَ السُّنَّةِ فِیْ حَمَلِ الْجَنَازَةِ یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَحْمِلَهَا مِنَ الْجَوَانِبِ الْاَرْبَعِ .لِمَا رَوَیْنَا عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ کَانَ یَدُوْرُ عَلیٰ الْجَنَازَةِ عَلیٰ جَوَانِبِهَا الْاَرْبَعِ .

ترجمہ: اور جو شخص جنازہ اٹھانے میں تکمیل سنت کا ارادہ کرے اس کیلئے مناسب یہ ہے کہ چاروں جانب سے اٹھائے اس حدیث شریف کی وجہ سے جس کو ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ آپ جنازہ کے چاروں جانب چکر لگایا کرتے تھے۔

(بدائع الصنائع ' کتاب الصلاۃ /ج/٢/ص/٤٣)

دلیل عقلی: وَلاَنَّ عَمَلَ النَّاسِ اِشْتَهَرَ بِهٰذِه الصِّفَةِ وَهُوَ آمِنٌ مِنْ سُقُوْطِ الْجَنَازَةِ وَاَیْسَرُ عَلیٰ الْحَامِلِیْنَ الْمُتَدَاوِلِیْنَ بَیْنَهُمْ وَاَبْعَدُ مِنْ تَشْبِیْهِ حَمَلِ الْجَنَازَةِ بِحَمَلِ الْاَثْقَالِ وَقَدْ اُمِرْنَا بِذَالِکَ وَلِهٰذَا یُکْرَهُ حَمْلُهَا عَلیٰ الظَّهْرِ اَوْ عَلیٰ الدَّابَّةِ.

ترجمہ: کیونکہ لوگوں کا عمل اسی طریقے سے مشہور و معروف ہے اور یہ عمل جنازہ کے گرنے سے محفوظ و مامون اور جنازہ اٹھانے والوں کیلئے زیادہ آسان ہے اور جنازہ کا اس طرح اٹھانا سامان اٹھانے کی مشابہت سے زیادہ بعید بھی ہے اور ہم اسی کا مامور بھی ہیں یہی تو وجہ ہے کہ جنازہ کو پیٹھ یا جانور پر اٹھانا مکروہ ہے (بحوالۂ سابق)

جنازہ کو کندھا دینے کا تفصیلی طریقہ

سوال: جنازہ کو کندھا دینے کا طریقہ تفصیل سے بیان کیجئے؟

جواب: جنازہ کو کندھا دینے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اگلا داہنے کونے کو اپنے داہنے کندھے پر رکھے پھر پچھلا داہنا کونا اپنے داہنے کندھے پر رکھے پھر اگلا بایاں کونے کو اپنے بائیں کندھے پر پھر پچھلا بایاں کونا اپنے بائیں کندھے پر رکھے جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے "فَیَضَعُ مُقَدَّمَ الْجَنَازَۃِ عَلیٰ یَمِیْنِه ، ثُمَّ مُؤَخَّرَھَا عَلیٰ یَمِیْنِه، ثُمَّ مُقَدَّمَھَا عَلیٰ یَسَارِہٖ ثُمَّ مُؤَخَّرَھَا عَلیٰ یَسَارہ کَمَا بَیَّنَ فِیْ "اَلْجَامِعِ الصَّغِیْر" (بحوالۂ سابق)

مذکورہ طریقہ کے مطابق کندھا دینے میں حکمت

سوال: مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق کندھا دینے میں حکمت کیا ہے؟

جواب: کیونکہ اس طریقہ میں داہنے جانب سے شروعات ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہر چیز میں داہنے کو پسند فرماتے تھے اسی بدائع میں ہے "وَھٰذَا لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "کَانَ یُحِبُّ التَّیَامُنَ فِیْ کُلِّ شَیْئٍ "وَاِذَا حَمَلَ ھٰکَذَا حَصَلَتِ الْبِدَایَةُ بِیَمِیْنِ الْحَامِلِ ، وَیَمِیْنِ الْمَیِّتِ ، یعنی مذکورہ طریقہ اسلئے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر شئی میں داہنے کو پسند فرمایا کرتے تھے اور جب اس طرح اٹھایا تو اٹھانے والے اور میت دونوں کے داہنے سے ابتدا ہوئی۔ (بحوالۂ سابق)

داھنے جانب کے اگلا حصہ سے شروع کیوں ؟

سوال: داہنے جانب کے اگلا حصہ سے شروع کیوں؟

جواب: وَاِنَّمَا بَدَأنَا بِالْاَیْمَنِ الْمُقَدَّمِ دُوْنَ الْمُؤَخَّرِ لِاَنَّ الْمُقَدَّمَ اَوَّلُ الْجَنَازَۃِ ، وَالْبِدَایَةُ بِالشَّیِّ اِنَّمَا تَکُوْنُ مِنْ اَوَّلِه ، ثُمَّ یَضَعُ مُؤَخَّرَھَا الْاَیْمَنَ عَلیٰ یَمِیْنِہٖ ، لِاَنَّهُ لَو

وَضَعَ مُقَدَّمَهَا الْاَیْسَرَ عَلیٰ یَسَارِہٖ لَاحْتَاجَ اِلیٰ الْمَشِیِّ اَمَا مَهَا ' وَالْمَشِیُّ خَلْفَهَا اَفْضَلُ وَلِاَنَّهٗ لَوْفَعَلَ ذَالِکَ اَوْوَضَعَ مُؤَخَّرَهَا الْاَیْسَرَ عَلیٰ یَسَارِہٖ لَقَدَّمَ الْاَیْسَرَ عَلَی الْاَیْمَنِ ' ثُمَّ یَضَعُ مُقَدَّمَهَا الْاَیْسَرَ عَلَی یَسَارِہٖ لِاَنَّهٗ لَوْ فَعَلَ کَذَالِکَ یَقَعُ الْفَرَاغُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ فَیَمْشِیْ خَلْفَهَا ' وَهُوَ اَفْضَلُ کَذٰلِکَ کَانَ الْحَمَلُ.

ترجمہ: اورجزایں نیست کہ ہم نے شروع کیا داہنا اگلا حصہ سے نہ کہ پچھلا حصہ سے کیونکہ مقدم جنازہ کا اول ہے اورشی کی ابتدا جزایں نیست کہ اس کے اول سے ہوتی ہے پھر میت کا داہنا پچھلا حصہ کو اپنے داہنے کندھے پر رکھے اسلئے کہ اگر میت کا بایاں اگلا حصہ اپنے بائیں کندھے پر رکھے گا تو ضرور میت کے آگے چلنے پرمحتاج ہوگا حالانکہ میت کے پیچھے چلنا افضل ہے اوراسلئے کہ اگرایسا کیا یا میت کا بایاں پچھلا حصہ اپنے بائیں کندھے پر رکھا تو ضرور بائیں کو دائیں پرمقدم کرنا لازم آئے گا' پھر میت کا بایاں اگلا حصے کو اپنے بائیں کندھے پر رکھے کیونکہ ایسا کرنے پرفراغت جنازہ کے پیچھے ہوگی تو وہ جنازہ کے پیچھے چلے گا اور وہی افضل ہے(بحوالۂ سابق)

جنازہ کو ھر جانب کندھا دیکر دس دس قدم چلنے کا حکم

سوال: جنازہ کو ہر جانب کندھا دیکر دس دس قدم چلنے کا حکم کیوں؟

جواب: بدائع الصنائع میں ہے"وَیَنْبَغِیْ اَنْ یَحْمِلَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ عَشَرَ خُطُوَاتٍ لِمَا رُوِیَ فِی الْحَدِیْثِ "مَنْ حَمِلَ جَنَازَةً اَرْبَعِیْنَ خُطُوَةً کَفَّرَ اَرْبَعِیْنَ کَبِیرَةً

ترجمہ: اورمناسب ہے کہ اٹھائے ہر جانب سے دس قدم کیونکہ حدیث میں ہے جس نے جنازہ کو چالیس قدم اٹھایا اس نے چالیس کبیرہ گناہ کو مٹا دیا(المرجع السابق)

بغیر جنازہ پڑھے میت کو دفن کرد یاتو کیاکرے؟

سوال: اگر میت کوغسل دیکر بغیر جنازہ پڑھے دفن کر دیا تو کیا کرے؟

جواب: وَ لَوْ دَفَنَ بَعْدَ الْغُسْلِ قَبْلَ الصَّلاۃِ عَلَیْہِ صُلِّیَ عَلَیْہِ فِیْ الْقَبْرِ مَالَمْ یُعْلَمْ اَنَّہٗ تَفَرَّقَ ،وَفِیْ الْاَمَالِیْ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَنَّہٗ قَالَ:یُصَلّٰی عَلَیْہِ اِلیٰ ثَلاثَۃِ اَیَّامٍ ھٰکَذَاذَکَرَابْنُ رُسْتَمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: اوراگرغسل کے بعدنماز جنازہ سے پہلے دفن کردیا تواس کی نماز جنازہ قبرمیں پڑھی جائے جب تک یہ معلوم نہ ہوکہ وہ منتشر ہوگیااور امالی میں حضرت ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تین دن تک پڑھی جائے گی یوں ہی ابن رستم نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ذکر کیا۔(بدائع الصنائع /کتاب الصلاۃ/ج/۲/ص/۵۵)

تین دن کے اندر کیوں جائز ؟

سوال: تین دن کے اندر کیوں جائز ہے؟

جواب: کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک ایسی عورت کی قبر پردن میں نماز جنازہ پڑھی جسے رات میں لوگوں نے دفن کر دیا تھا جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے"وَرُوِیَ اَنَّہٗ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّبِقَبْرٍ جَدِیْدٍ فَسَاَلَ عَنْہُ فَقِیْلَ قَبْرُ فُلانَۃٍ فَقَال ھَلَّاآذَنْتُمُوْنِیْ بِالصَّلَاۃِ عَلَیْھَا فَقِیْلَ اِنَّھَا دُفِنَتْ لَیْلًا فَخَشِیْنَا عَلَیْکَ ھَوَامَ الْاَرْضِ فَقَالَ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَامَاتَ اِنْسَانٌ فَآذِنُوْنِیْ ،فَاِنَّ صَلَاتِیْ عَلَیْہِ رَحْمَۃٌ،وَقَامَ وَجَعَلَ الْقَبْرَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ وَصَلّٰی عَلَیْہِ.

ترجمہ: یعنی مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایک نئی قبر کے پاس سے گزرے تو آپ نے اس کے متعلق پوچھا کہا گیا کہ یہ فلانی عورت کی قبر ہے تو آپ ....

صلی اللہ تعالی علیه وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھے اس کی نماز جنازہ کی خبر کیوں نہیں دی تو کہا گیا کہ وہ رات میں دفن کی گئی پس ہمیں آپ پر زمین کی نشیب وفراز کا خوف ہوا تو نبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم نے فرمایا جب کوئی انسان مرجائے تو مجھے خبر کرو کیونکہ اس پر میری نماز رحمت ہے اور آپ کھڑے ہو گئے اس حال میں کہ قبر کو اپنے اور قبلہ کے درمیان کرلیا اور آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی (بدائع الصنائع /کتاب الصلاۃ/ج/۲/ص/۴۷) نیز ماقبل والے جواب میں ''اِلیٰ ثَلاثَۃِ اَیَّامٍ'' صراحتا مذکور ہے اسلئے تین دن کے اندر جائز ہوگی۔

غائب کی نماز جنازہ کیوں جائز نہیں؟

سوال: مذہب حنفی میں غائب کی نماز جنازہ کیوں جائز نہیں؟

جواب: لِاَنَّ الْمَیِّتَ اِنْ کَانَ فِیْ جَانِبِ الْمَشْرِقِ فَاِنْ ا سْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فِیْ الصَّلاۃِ عَلَیْهِ کَانَ الْمَیِّتُ خَلْفَهٗ وَاِنْ اِسْتَقْبَلَ الْمَیِّتَ کَانَ مُصَلِّیًا لِغَیْرِ الْقِبْلَةِ وَکُلُّ ذٰلِکَ لَایَجُوْزُ.

ترجمہ: اس لئے کہ میت اگر جانب مشرق میں ہو اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے میں قبلہ کی طرف رخ کیا تو میت مصلی کے پیچھے ہوگی اور اگر میت کی طرف رخ کیا تو غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والا ہوگا اور ان میں سے کوئی جائز نہیں۔

(بدائع الصنائع /کتاب الصلاۃ/ج/۲/ص/۴۸)

بیوی کا شوہر کو غسل دینا جائز لیکن اس کا بر عکس کیوں ناجائز؟

سوال: اگر شوہر انتقال کر جائے تو بیوی کیلئے جائز ہے کہ وہ اسے غسل دے برخلاف بیوی کے کہ اگر وہ انتقال کر جائے تو شوہر غسل نہیں دے سکتا ایسا کیوں؟

جواب: رُوِیَ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَااَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ اِمْرَأۃٍ تَمُوْتُ بَیْنَ رِجَالٍ ‘فَقَالَ: تُیُمِّمَ بِالصَّعِیْدِ’‘ وَلَمْ یَفْصُلْ بَیْنَ أنْ یَّکُوْنَ فِیْھِمْ زَوْجُھَاأوْلَایَکُوْنَ .

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو مردوں کے درمیان انتقال کر جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے پاک مٹی سے تیمّم کرایا جائے خواہ ان میں اس کا شوہر ہو یا نہ ہو اس کے مابین آپ نے فرق نہیں فرمایا۔

(بدائع الصنائع / کتاب الصلاۃ / ج/۲/ص/۳۵)

دوسری دلیل: وَلَانَّ النِّکَاحَ اِرْتَفَعَ بِمَوْتِھَا فَلَا یُبْقیٰ حِلُّ الْمَسِّ وَالنَّظْرِ ‘کَمَالَوْطَلَّقَھَاقَبْلَ الدُّخُوْلِ وَدَلَالَۃُ الْوَصْفِ اَنَّھَاصَارَتْ مُحَرَّمَۃً علی التَّابِیْدِ‘وَالْحُرْمَۃُ عَلیٰ التَّابِیْدِ تُنَافِی النِّکَاحَ اِبْتِدَاءً وَبَقَاءً‘وَلِھٰذَاجَازَ لِلزَّوْجِ اَنْ یَّتَزَوَّجَ بِاُخْتِھَاوَاَرْبَعٍ سِوَاھَا‘وَاِذَا زَالَ النِّکَاحُ صَارَتْ اَجْنَبِیَّۃً فَبَطَلَ حِلُّ الْمَسِّ وَالنَّظْرِ ، بِخِلَافِ ، مَااِذَامَاتَ الزَّوْجُ لِاَنَّ ھُنَاکَ مِلْکُ النِّکَاحِ قَائِمٌ لِاَنَّ الزَّوْجَ مَالِکٌ ‘وَالْمَرْاَۃُ مَمْلُوْکَۃٌ‘ وَالْمِلْکُ لَایَزُوْلُ عَنْ الْمَحَلِّ بِمَوْتِ الْمَالِکِ وَیَزُوْلُ بِمَوْتِ الْمَحَلِّ، کَمَا فِیْ مِلْکِ الْیَمِیْنِ فَھُوَالْفَرْقُ.

ترجمہ: اور اس لئے کہ عورت کے مرجانے سے نکاح ختم ہوگیا تو چھونے اور دیکھنے کی حلت باقی نہ رہی جیسا کہ اگر اس نے دخول سے پہلے عورت کو طلاق دی اور وصف کی دلالت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کیلئے حرام ہوگئی اور ہمیشگی کی حرمت ابتداً وبقاءً ہر اعتبار سے نکاح کے منافی ہے یہی وجہ ہے

کہ شوہر کیلئے جائز ہے کہ وہ اس کی بہن سے اوراس کے علاوہ چار سے نکاح کرے۔اور جب نکاح ختم ہو گیا تو وہ عورت اجنبیہ ہوگئی پس مس ونظر کی حلت باطل ہوگئی برخلاف اس کے کہ جب شوہر مر جائے کیونکہ وہاں ملک نکاح قائم ہے کہ شوہر مالک ہے اورعورت مملوکہ اور ملک مالک کی موت کی وجہ سے زائل نہیں ہوتی اور محل کے ختم ہونے سے زائل ہوجاتی ہے جیسا کہ ملک یمین میں ہوتا ہے پس یہی فرق ہے۔خلاصہ یہ کہ عورت کے انتقال سے نکاح ختم ہوجاتا ہے اورشوہر کیلئے اجنبیہ ہوجاتی ہے اسلئے شوہر کیلئے اسے غسل دینا جائز نہیں برخلاف شوہر کے کہ اس کے انتقال کے بعد بھی عورت عدت تک اسی کے نکاح میں رہتی ہے اسلئے عورت کا اپنے شوہر کو غسل دینا جائز ہے۔(بحوالۂ سابق)

جنازہ میں سب سے آخری صف کی زیادہ فضیلت

سوال: نماز جنازہ میں سب سے آخری صف کی زیادہ فضیلت کیوں؟

جواب: اَفْضَلُ صُفُوْفِهَا آخِرُهَا، وَفِيْ غَيْرِهَا أَوَّلُهَا اظْهَارًا لِلتَّوَاضُعِ لِتَكُوْنَ شَفَاعَتُهُ أَدْعىٰ اِلَى الْقَبُوْلِ، وَمِثْلُهُ فِي الْقِنْيَّةِ، وَنَقَلَهُ اِبْنُ مٰلِكٍ فِيْ شَرْحِ الْوِقَايَةِ عَنِ الْكِرْمَانِيْ.

ترجمہ: نماز جنازہ کے صفوں میں افضل آخری صف ہے اور جنازہ کے علاوہ اول صف افضل ہے تواضع کے اظہار کیلئے تاکہ اس کی شفاعت قبول کی طرف زیادہ داعی ہو اور اسی کے مثل قنیہ میں ہے اور اس کو ابن مالک نے کرمانی سے شرح وقایہ میں نقل کیا ہے۔

(حاشیہ علی مراقی الفلاح /ص/٤٧٨)

میت کی داڑھی اورسر پر حنوط اورسجدوں کی جگھوں پر کافور ملنا

سوال : میت کی داڑھی اوراس کے سر پر حنوط اوراس کی پیشانی، ناک اور گھٹنے وغیرہ پر کافور کیوں ملا جاتا ہے؟

جواب: قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُرَضَاخَانُ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنْ :فَاِنَّ هٰذَاالطِّيْب لِضِيَافَةِ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامْ. یعنی یہ خوشبو ملائکہ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی ضیافت کیلئے ہے (النوروالضیامن افادات الامام احمدرضا/ص/٢٨٩) اِنَّ الطِّيْبَ سُنَّةٌ وَالْمَسَاجِدُ اَوْلىٰ بِالْكَرَامَةِ وَصِيَانَةٌ لَهَاعَنْ سُرْعَةِ الْفَسَادِ. یعنی خوشبولگانا سنت ہے اورسجدوں کی جگہ تعظیم کی زیادہ حقدار ہے اوراس میں سجدوں کی جگہوں کے جلد خراب ہونے سے حفاظت بھی ہے (بحوالۂ سابق)

میت کے غسل کی ابتداکیاھے ؟

سوال: میت کے غسل کی مشروعیت کی اصل (ابتدا) کیا ہے؟

جواب:اَلْاَصْلُ فِیْ مَشْرُوْعِيَّةِ الْغُسْلِ تَغْسِيْلُ الْمَلَائِكَةِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ،قَالَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ آدَمُ رَجُلًااَشْقَرَطِوَالًا كَاَنَّهٗ نَخْلَةُ سُحُوْقٍ،فَلَمَّاحَضَرَهُ الْمَوْتُ نَزَلَتِ الْمَلَائِكَةُ بِحُنُوْطِهٖ وَكَفَنِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ ،فَلَمَّامَاتَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ غَسَّلُوْهُ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِثَلَاثًا وَجَعَلُوْافِی الثَّالِثَةِ كَافُوْرًا،وَكَفَّنُوْهُ فِیْ وِتْرٍ مِنَ الثِّيَابِ ،وَحَفَرُوْالَهٗ لَحْدًا،وَصَلُّوْاعَلَيْهِ وَقَالُوْايَابَنِیْ آدَمَ هٰذِهٖ سُنَّتُكُمْ مِنْ بَعْدِهٖ فَكُلُّكُمْ فَافْعَلُوْا،اَخْرَجَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِیْ مُصَنَّفِهٖ،٣/٢٢٨"

ترجمہ: میت کے غسل کی مشروعیت میں اصل حضرت آدم علیه السلام کوفرشتوں کا غسل دینا ہے حاکم نے نقل کیا اوراسے صحیح قرار دیا۔حضور صلی الله تعالی علیه وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام زردرنگ کے طویل القامت مرد تھے گویا کہ خرما کا لمبا درخت پس جب ان کے وصال کا وقت آیا تو فرشتے جنت سے ان کیلئے کفن وحنوط (خوشبو) لیکرنازل ہوئے پھر جب آپ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام وصال فرما چکے تو فرشتوں نے آپ کو پانی اور بیری کی پتی سے تین مرتبہ غسل دیا اور تیسری بار میں کافور ملا دیا اور انہوں نے آپ کو طاق کپڑوں میں کفن دیا آپ کیلئے لحد کھودی اور آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور انہوں نے کہا اے اولاد آدم ان کے بعد یہ تمہارے لیئے سنت ہے تو کل کے کل تم کروا سے عبدالرزاق نے اپنی ''**مُصَنَّف**'' ج ۳/ص/۴۴۸'' پر ذکر کیا۔(النور والضیا من افادات الامام احمد رضا/ص/۲۸۸)

مغرب کے وقت جنازہ حاضر ہو تو پہلے مغرب کی سنت پڑھے یا جنازہ؟

سوال: اگر مغرب کے وقت جنازہ لایا جائے تو تین رکعت مغرب کا فرض پڑھنے کے بعد پہلے جنازہ پڑھے یا مغرب کی سنت ؟

جواب: مراقی الفلاح میں '' وَتَعْجِیْلُ الْمَغْرِبِ اِلَّا فِیْ یَوْمِ غَیْمٍ'' کے تحت ہے ''وَتُقَدَّمُ الْمَغْرِبُ ثُمَّ الْجَنَازَۃُ ثُمَّ سُنَّۃُ الْمَغْرِبِ '' یعنی مغرب کے فرض کو مقدم کیا جائے پھر جنازہ پھر مغرب کی سنت پڑھی جائے اور اس کا حاشیه النور و الضیا میں ہے ''وَوَجْہُ التَّقْدِیْمِ :اَنَّ الْمَغْرِبَ فَرْضُ عَیْنٍ وَھُوَ مُقَدَّمٌ عَلٰی فَرْضِ الْکِفَایَۃِ الَّذِیْ ھُوَ صَلَاۃُ الْجَنَازَۃِ وَفَرْضُ الْکِفَایَۃِ مُقَدَّمٌ عَلٰی السُّنَّۃِ '' یعنی مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مغرب فرض عین ہے اور فرض عین فرض کفایہ یعنی جنازہ پر مقدم ہوتا ہے اور فرض کفایہ

سنت پر مقدم ہوتا ہے۔ پھر "ثُمَّ الْمَغْرِبُ" کے تحت حاشیہ میں ہے "قَالَ الطَّحْطَاوِیُ عَلیٰ الدُّرِّ: وَالْمُسْتَحَبُّ تَاخِیْرُالْجَنَازَۃِ عَنْ سُنَّۃِ الْمَغْرِبِ؛ لِاَنَّ وَقْتَ الْمَغْرِب الْمُسْتَحَبِّ ضَیِّقٌ وَتَاخِیْرُسُنَّۃِ الْمَغْرِبِ اِلیٰ الْوَقْتِ الْمَکْرُوْہِ مَکْرُوْہٌ کَتَاخِیْرِالْفَرْضِ فَکَمَالَاتُقَدَّمُ الْجَنَازَۃُ عَلیٰ فَرْضِ الْمَغْرِبِ لَاتُقَدَّمُ عَلیٰ سُنَّتِھَا وَبِھٰذَا یُفْتیٰ. (رد المحتار 'کتاب الصلاۃ' باب یجوز قضاء الفائتۃ/۲/۵۴۸)

ترجمہ: یعنی طحطاوی نے درمختار کے تحت فرمایا: اور مغرب کی سنت سے جنازہ کو مؤخر کرنا سنت ہے کیونکہ مغرب کا مستحب وقت تنگ ہے اور مغرب کی سنت کو وقت مکروہ تک مؤخر کرنا مکروہ ہے جیسا کہ فرض کو مؤخر کرنا مکروہ ہے پس جس طرح مغرب کے فرض پر جنازہ کو مقدم نہیں کیا جاتا اس کی سنت پر بھی مقدم نہیں کیا جائے گا اور اسی پر فتوی ہے۔

(النور والضیامن افادات الا مام احمد رضا/ص/۱۱۳)

اکراہ کی صورت میں افطار کی رخصت

سوال: کوئی تندرست مقیم شخص رمضان میں روزہ رکھے اور اسے قتل کی دھمکی دیکر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو روزہ توڑنے کی اجازت ہے لیکن نہ توڑنا افضل یہاں تک کہ اگر نہ توڑا اور قتل کر دیا گیا تو ثواب پائے گا' اور اگر مریض یا مسافر ہو تو اکراہ میں افطار افضل بلکہ واجب یہاں تک کہ اگر افطار نہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو گنہگار رہوگا ایسا کیوں؟

جواب: وَوَجْہُ الْفَرْقِ: اَنَّ فِیْ الصَّحِیْحِ الْمُقِیْمِ الْوَجُوْبَ کَانَ ثَابِتًا قَبْلَ الْاِکْرَاہِ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃِ التَّرْکِ اَصْلاً' فَاِذَاجَاءَ الْاِکْرَاہُ وَاِنَّہٗ مِنْ اَسْبَابِ الرُّخْصَۃِ فَکَانَ اَثَرُہٗ فِی اِثْبَاتِ رُخْصَۃِ التَّرْکِ لَافِیْ اِسْقَاطِ الْوَجُوْبِ 'فَکَانَ الْوَجُوْبُ قَائِمًا فَکَانَ حَقُّ اللّٰہِ تَعَالیٰ قَائِمًا فَکَانَ بِالْاِمْتِنَاعِ بَاذِلاً نَفْسَہٗ لِاِقَامَۃِ حَقِّ اللّٰہِ تَعَالیٰ

فَكَانَ اَفْضَلَ كَمَافِىْ الْاِكْرَاهِ عَلىٰ اِجْرَاءِ كَلِمَةِ الْكُفْرِ وَالْاِكْرَاهِ عَلىٰ اِتْلَافِ مَالِ الْغَيْرِ ،فَاَمَّا فِىْ الْمَرِيْضِ وَالْمُسَافِرِ فَالْوُجُوْبُ مَعْ رُخْصَةِ التَّرْكِ كَانَ ثَابِتًاقَبْلَ الْاِكْرَاهِ فَلَابُدَّ اَنْ يَكُوْنَ لِلْاِكْرَاهِ اَثَرٌ آخَرُ لَمْ يَكُنْ ثَابِتًاقَبْلَهٗ ،وَلَيْسَ ذٰلِكَ اِلَّا اِسْقَاطَ الْوَاجِبِ رَأْسًا وَاِثْبَاتَ الْاِبَاحَةِ الْمُطْلَقَةِ فَنُزِّلَ مَنْزِلَةَ الْاِكْرَاهِ عَلىٰ اَكْلِ الْمَيْتَةِ ،وَهُنَاكَ يُبَاحُ لَهٗ الْاَكْلُ بَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ كَذَاهُنَاوَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

ترجمہ: اور وجہ فرق یہ ہے کہ صحیح سالم مقیم کے حق میں اکراہ سے پہلے بالکل ترک کی رخصت کے بغیر وجوب ثابت تھا پس جب اکراہ پایا گیا اور وہ رخصت کے اسباب میں سے ہے تو اس کا اثر ترک کے رخصت کو ثابت کرنے میں ہوگا نہ کہ وجوب کو ساقط کرنے میں پس وجوب قائم رہے گا تو اللہ تعالی کا حق قائم رہے گا تو روزہ توڑنے سے رکنے میں اللہ تعالی کے حق کو قائم کرنے کیلئے نفس کو لگانا ہوگا اسلئے رکنا ہی افضل ہوگا جیسا کہ کلمہ کفر کے جاری کرنے اور غیر کا مال تلف کرنے پر اکراہ میں جاری اور تلف کرنے سے احتراز افضل ہے رہا مریض اور مسافر میں تو اکراہ سے پہلے ترک کی رخصت کے ساتھ وجوب ثابت تھا پس ضروری ہے کہ اکراہ کیلئے ایک دوسرا اثر ایسا ہو جو اس سے پہلے ثابت نہ تھا اور بالکلیہ وجوب کو ساقط کرنے اور مطلقا اباحت کو ثابت کرنے کے علاوہ کچھ نہیں پس اسے مردار کھانے پر اکراہ کے منزل میں اتار لیا گیا اور وہاں اس کے لئے کھانا مباح بلکہ واجب ہے تو ایسا ہی یہاں بھی۔ واللہ اعلم بالثواب

(بدائع الصنائع /کتاب الصوم/ج/٢/ص ٢٥٠)

دن میں نفل نماز ایک سلام سے چار رکعت سے زیادہ مکروہ کیوں؟

سوال: دن میں نفل نماز ایک سلام سے چار ہی رکعت پڑھنا جائز اور چار سے زیادہ مکروہ کیوں؟

جواب: وَذَكَرَ فِیْ "الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ" فِیْ صَلَاةِ اللَّيْلِ: اِنْ شِئْتَ فَصَل بِتَكْبِيْرَةٍ رَكْعَتَيْنِ، وَاِنْ شِئْتَ اَرْبَعًا، وَاِنْ شِئْتَ سِتًّا، وَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ، وَالْاَصْلُ فِیْ ذٰلِكَ اَنَّ النَّوَافِلَ شُرِعَتْ تَبْعًا لِلْفَرَائِضِ، وَالتَّبْعُ لَايُخَالِفُ الْاَصْلَ، فَلَوْ زِيْدَتْ عَلیٰ الْاَرْبَعِ فِی النَّهَارِ لَخَالَفَتُ الْفَرَائِضَ.

ترجمہ: اور (امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے) جامع صغیر میں رات کی (نفل) نماز کے سلسلے میں فرمایا اگر تم چاہو تو ایک تکبیر سے دو اور چاہو تو چار اور اگر چاہو تو چھ رکعتیں پڑھو اور اس پر زیادہ نہ کرو اور ضابطہ اس میں یہ ہے کہ نوافل فرائض کے تابع ہو کر مشروع ہوئی ہیں اور تبع اصل کے مخالف نہیں ہوتا پس اگر دن میں چار رکعت پر زیادہ کیا جائے تو ضرور فرائض کے مخالف ہوگا (جو ضابطۂ مذکورہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا)

(بدائع الصنائع /کتاب الصلاۃ/ج/۲/ص/۱۳)

پھر رات میں آٹھ رکعت تک کیوں جائز ہے؟

سوال: پھر رات میں آٹھ رکعت تک کیوں جائز ہے جبکہ اس میں بھی مذکورہ ضابطہ کے خلاف لازم آتا ہے؟

جواب: وَهٰذَا هُوَ الْقِيَاسُ فِی اللَّيْلِ، اِلَّا اَنَّ الزِّيَادَةَ عَلیٰ الْاَرْبَعِ اِلیٰ الثَّمَان اَوْ اِلیٰ السِّتِّ عَرَفْنَاهُ بِالنَّصِّ، وَهُوَ مَارُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّیْ بِاللَّيْلِ خَمْسَ رَكْعَاتٍ، سَبْعَ رَكْعَاتٍ، تِسْعَ رَكْعَات، اِحْدیٰ عَشْرَةَ رَكْعَةً،

ثَلاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً ، وَالثَّلاثُ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَعْدَادِ الْوِتْرُ وَرَكْعَتَانِ مِنْ ثَلاثَةَ عَشَرَ سُنَّةُ الْفَجْرِ فَيَبْقىٰ رَكْعَتَانِ وَاَرْبَعٌ وَسِتٌّ وَثَمَانٌ ، فَيَجُوزُ اِلىٰ هٰذَا الْقَدْرِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ.

ترجمہ: اور یہی قیاس تورات کی نماز میں بھی ہے مگر یہ کہ آٹھ یا چھ تک چار پر زیادتی کو ہم نے نص سے جانا اور نص وہ حدیث پاک ہے جو نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پانچ، سات، نو، گیارہ، اور تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور ان عددوں میں سے ہر ایک سے تین وتر ہے اور تیرہ میں سے دو فجر کی سنت ہے تو ۲/۴/۶/۸/ باقی رہا پس ایک سلام سے اس مقدار تک بلا کراہت جائز ہوگا۔

(بدائع الصنائع / کتاب الصلاۃ / ج/۲/ص/۱۳/۱۴)

جمعہ کے دن زوال کے وقت اور مکہ مکرمہ میں اوقات مکروھہ میں نفل نماز مکروہ کیوں؟

سوال: جمعہ کے دن زوال کے وقت اور مکہ مکرمہ میں اوقات مکروہہ میں نفل نماز مکروہ کیوں جبکہ حدیث شریف میں پڑھنے کی اجازت ہے چنانچہ جمعہ کے دن کے بارے میں حدیث شریف ہے "اَنَّ النَّبِيَّ صَلّٰى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهىٰ عَنْ الصَّلاةِ وَقْتَ الزَّوَالِ اِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ"، یعنی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سوائے جمعہ کے دن کے زوال کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا، اور مکہ مکرمہ کے بارے میں حدیث ہے "اَنَّ النَّبِيَّ صَلّٰى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهىٰ عَنِ الصَّلاةِ فِيْ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ اِلَّا بِمَكَّةَ"، یعنی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان اوقات (اوقات مکروہہ) میں سوائے مکہ مکرمہ کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

جواب: رَوىٰ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ: ثَلاثُ سَاعَات

كَـانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا اَنْ نُصَلِّىَ فِيْهَا ' وَاَنْ نَقْبُرَ فِيْهَا مَوْتَانَا: اِذَاطَلَعَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ ' وَتَضَيَّفَتْ لِلْمُغِيْبِ ' وَعِنْدَ الزَّوَالِ.

ترجمه : حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تین وقت ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جبکہ سورج طلوع ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے اور جب سورج غروب ہونے کیلئے مائل ہو جائے اور زوال کے وقت۔

دوسری حدیث ! وَرُوِىَ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا" اَنَّ النَّبِىَّ صَلّٰى اللّٰـهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهىٰ عَنِ الصَّلاةِ وَقْتَ الطُّلُوْعِ وَالْغُرُوْبِ وَقَالَ: لِاَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَتَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَىِ الشَّيْطَانِ.

ترجمه: اور مروی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ سورج شیطان کے دوسنگوں کے درمیان طلوع وغروب ہوتا ہے۔

تیسری حدیث : وَرَوىٰ الصَّـا لِحِىْ اَنَّ الـنَّبِـىَّ صَلّٰى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهىٰ عَـنِ الـصَّلاةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَالَ: اِنَّهَاتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَىْ شَيْطَانٍ يَـزِيْـنُهَـا فِـىْ عَيْنِ مَنْ يَعْبُدُهَا حَتّٰى يَسْجُدَ لَهَافَاِذَا اِرْتَفَعَتْ فَارَقَهَافَاِذَا كَانَتْ عِنْدَ قَـائِـمِ الـظَّهِيْـرَةِ قَـارَنَهَا فَاِذَا مَالَتْ فَارَقَهَا فَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا فَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا فَلاَ تُصَلُّوْا فِىْ هٰذِه الْاَوْقَاتِ.

ترجمه: اور روایت کیا صالحی نے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سورج طلوع ہونے کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ بلاشبہ وہ طلوع ہوتا ہے شیطان کے دوسنگوں کے درمیان اس شخص

کی نظر میں سورج خوبصورت لگتا ہے جواس کی عبادت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کوسجدہ کرتا ہے پس جب سورج بلند ہوجاتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہوجاتا ہے پھر جب دوپہر قائم ہونے کو ہوتا ہے تو اس سے مل جاتا ہے پھر جب سورج ڈھل جاتا ہے تو اس سے جدا ہوجاتا ہے پھر جب غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تواس سے مل جاتا ہے پھر جب غروب ہوجاتا ہے تو اس سے الگ ہوجاتا ہے پس ان اوقات میں نماز نہ پڑھو۔

تشریح : فَالنَّبِیُّ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھیٰ عَنِ الصَّلاۃِ فِیْ ھٰذِہ الْاَوْقَاتِ مِنْ غَیْرِ فَصْلٍ فَھُوَ عَلیٰ الْعُمُوْمِ وَالْاِطْلاقِ، وَنَبَّہَ عَلیٰ مَعْنیٰ النَّھِیِّ، وَھُوَ طُلُوْعُ الشَّمْسِ بَیْنَ قَرْنَیْ الشَّیْطَانِ، وَذٰلِکَ لِاَنَّ عَبَدَۃَ الشَّمْسِ یَعْبُدُوْنَ الشَّمْسَ وَیَسْجُدُوْنَ لَھَاعِنْدَ الطُّلُوْعِ تَحِیَّۃً لَھَاوَعِنْدَ الزَّوَالِ لِاِسْتِتْمَامِ عُلُوِّھَا،وَعِنْدَ الْغُرُوْبِ وَدَاعًالَھَا فَیَجِیْئُ الشَّیْطَانُ فَیَجْعَلُ الشَّمْسَ بَیْنَ قَرْنَیْہِ لِیَقَعَ سُجُوْدُ ھُمْ نَحْوَ الشَّمْسِ لَہٗ ،فَنَھٰی النَّبِیُّ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلاۃِ فِیْ ھٰذِہ الْاَوْقَاتِ،لِئَلَّایَقَعَ التَّشَبُّہُ بِعَبَدَۃِ الشَّمْسِ ،وَھٰذَا الْمَعْنیٰ یَعُمُّ الْمُصَلِّیْنَ اَجْمَعَ فَقَدْ عَمَّ النَّھِیُّ بِصِیْغَتِہ وَمَعْنَاہُ فَلامَعْنیٰ لِلتَّخْصِیْصِ ،وَمَارُوِیَ مِنَ النَّھِیِّ اِلَّا بِمَکَّۃَ شَاذٌّ، لَایُقْبَلُ فِیْ مُعَارَضَۃِ الْمَشْھُوْرِ، وَکَذَا رِوَایَۃُ اِسْتِثْنَاءِ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ غَرِیْبَۃٌ فَلایَجُوْزُ تَخْصِیْصُ الْمَشْھُوْرِ بِھَا.

ترجمہ: حضورصلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بلافصل ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا تو وہ عموم واطلاق پر رہے گا اور معنیٔ ممانعت پر آگاہ فرمایا کہ وہ شیطان کے دوسنگوں کے درمیان سورج

کا طلوع ہونا ہے ' اور وہ اسلئے کہ سورج کے پوجاری سورج کی عبادت اور اسے سجدہ کرتے ہیں طلوع کے وقت اس کے استقبال اور تعظیم کیلئے اور زوال کے وقت اس کی بلندی کی تکمیل طلب کرنے کیلئے اور غروب کے وقت اس کی رخصتی کیلئے پس شیطان آتا ہے اور سورج کو اپنے دونوں سنگوں کے درمیان کر لیتا ہے تا کہ ان کے سجدے جانب شمس اس کیلئے واقع ہو تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا تا کہ سورج پرستوں سے مشابہت نہ ہو اور یہ معنی تمام نمازیوں کو شامل ہے تو تحقیق کہ نہی اپنے صیغہ و معنی کے اعتبار سے عام ہوگئی پس تخصیص کی کوئی راہ نہیں اور جو حدیث مکہ کے ماسوا نہیں کے سلسلے میں مروی ہے وہ شاذ ہے جو مشہور کے مقابل مقبول نہیں اور یونہی جمعہ کے دن کے استثناء والی روایت غریب ہے جس کے ذریعے مشہور کی تخصیص جائز نہیں

﴿بدائع الصنائع /کتاب الصلاۃ /ج/۲/ص/۱۵''۱۶﴾

حیض کا ابتدائی سبب اور حیض والے جانور

سوال: حیض کا ابتدائی سبب کیا ہے اور کتنے جانور ہیں جنہیں حیض آتا ہے ؟

جواب: اَلْحَيْضُ وَسَبَبُهُ الْإِبْتِدَائِي مَاقِيْلَ: اِنَّ اُمَّنَا حَوَّاءَ لَمَّا كَسَرَتْ شَجَرَةَ الْجَنَّةِ وَاَدْمَتْهَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: لَأُدْمِيَنَّكِ كَمَا أَدْمَيْتِهِ وَابْتَلَاهَا بِالْحَيْضِ هِيَ وَجَمِيْعَ بِنَاتِهَا اِلَى السَّاعَةِ .وَاَصَابَهَا بَعْدَ اَنْ اُهْبِطَتْ مِنَ الْجَنَّةِ 'وَلَقَدْ نَظَمَ بَعْضُهُمْ مَنْ يُّحِيْضُ منَ الْحَيْوَانَات فَقَالَ:

اَلْحَيْضُ يَأْتِىْ لِلنِّسَاءِ وَتِسْعَةٍ — وَهِيَ النِّيَاقُ وَضَبْعُهَا وَالْاَرْنَبُ

وَالْوَزْغُ اَلْخِفَاشُ حِجْرَةٌ كَلْبَةٌ — وَالْعِرْسُ وَالْحَيَّاتُ مِنْهَا تُحْسَبُ

وَالْبَعْضُ زَادَ سُمَيْكَةً رُعَاشَةً — فَاحْفَظْ فَفِىْ حِفْظِ النَّظَاءِرِ يَرْغَبُ

ترجمہ : حیض اور اس کا ابتدائی سبب وہ ہے جو کہا گیا ہے کہ جب ہماری ماں حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گندم کے پودے کو توڑ کر اس کا سالن بنائی تو اللہ تعالی نے فرمایا میں ضرور تجھے سرخ کروں گا جیسا کہ تو نے اسے سرخ کیا اور قیامت تک کیلئے انہیں اور ان کی تمام بیٹیوں کو حیض میں مبتلا فرما دیا اور حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہ جنت سے اتارے جانے کے بعد پہونچا۔اور جن حیوانات کو حیض آتا ہے انہیں بعض حضرات نے نظم میں پیرویا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ

حیض عورتوں کو آتا ہے اور نو حیوانات کو

(**۱**) اونٹنی (**۲**) بجو (**۳**) خرگوش (**٤**) چھپکلی (**۵**) چمگادڑ (**٦**) گھوڑی (**۷**) کتیا (**۸**) نیولا اور (**۹**) سانپ اسی میں سے شمار کیا جاتا ہے اور بعض نے مچھلی اور ستر مرغ کا اضافہ کیا ہے تو یاد کرلو پس نظائر کے حفظ میں رغبت ہوتی ہے۔

﴿النورو الضیا من افادات الامام احمد رضا علی مراقی الفلاح/ص۹۲﴾

حیض ونفاس کی حالت میں استمتاع سے کیا مراد ہے؟

سوال: حیض ونفاس کی حالت میں ناف کے نیچے سے گھٹنا کے نیچے تک استمتاع حرام ہے جیسا کہ **نورالایضاح** میں ہے "وَالْاِسْتِمْتَاعُ بِمَاتَحْتَ السُّرَّةِ اِلیٰ تَحْتَ الرُّکْبَةِ" استمتاع سے کیا مراد ہے؟

جواب : اَلْمُرَادُ مِنْ الْاِسْتِمْتَاعِ اَعَمُّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ بِالنَّظْرِ اَوْ بِاللَّمْسِ بِالذَّکَرِ اَوْبِغَیْرِہٖ عَلیٰ مَا فِیْ فَتَاوٰی الْاِمَامِ اَحْمَدْ رَضَاخَانْ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنْ حَیْثُ قَالَ : وَالضَّابِطَةُ فِیْهِ اَنَّهٗ لَایَجُوْزُ التَّمَتُّعُ بِبَدَنِ الْمَرْأَةِ حَالَةَ الْحَیْضِ وَالنَّفَاسِ بِمَاتَحْتَ السُّرَّةِ اِلیٰ الرُّکْبَةِ بِلَاحَائِلٍ یَمْنَعُ وَصُوْلَ الْحَرَارَةِ اِلیٰ بَدَنِهٖ حَتّٰی لَایَحِلَّ

النَّظْرُ اَيْضًا اِلىٰ هٰذَا الْمَحْدُوْدِ مِنْ بَدَنِهَا شَهْوَةً وَمَسُّ هٰذَا الْمَحْدُوْدِ وَاِنْ كَانَ بِلَاشَهْوَةٍ لَايَجُوْزُ اَيْضًا وَالَّذِىْ فَوْقَ هٰذَا الْمَحْدُوْدِ اَوْ تَحْتَهٗ مِنَ الْبَدَنِ يَجُوْزُ التَّمَتُّعُ بِهٖ مُطْلَقًا حَتّٰى سَحِقَ الذَّكَرُ مَعَ الْاِنْزَالِ.

ترجمہ : استمتاع سے مراد عام ہے دیکھنے سے ہو یا آلہ تناسل یا اسکے علاوہ سے چھونے سے اس مطابق جو امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے فتاوٰی میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس میں ضابطہ یہ ہے کہ حالت حیض ونفاس میں عورت کے بدن سے ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک بغیر کسی ایسے حائل کے جو مرد کے بدن تک حرارت کے پہونچنے سے مانع ہو فائدہ اٹھانا جائز نہیں یہاں تک کہ شہوت کے ساتھ عورت کے بدن کے اس محدود حصہ کی طرف دیکھنا بھی جائز نہیں اور اس محدود حصہ کو چھونا بھی جائز نہیں اگر چہ بغیر شہوت کے ہو اور جو بدن کے اس محدود حصہ کے اوپر یا نیچے ہے اس سے فائدہ حاصل کرنا مطلقا جائز ہے حتی کہ انزال کے ساتھ آلہ تناسل نرم پڑ جائے۔

﴿النور والضیا من افادات الامام احمد رضا علی مراقی الفلاح /ص/۹۴﴾

منی نکلنے سے غسل واجب ہوتاهے اور پیشاب وغیرہ سے کیوں نہیں ؟

سوال: منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے اور پیشاب وغیرہ سے کیوں نہیں؟

جواب : اِنَّمَا وَجَبَ غَسْلُ جَمِيْعِ الْبَدَنِ بِخُرُوْجِ الْمَنِىِّ وَلَمْ يَجِبْ بِخُرُوْجِ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ وَاِنَّمَا وَجَبَ غَسْلُ الْاَعْضَاءِ الْمَخْصُوْصَةِ لَاغَيْرَ لِوُجُوْهٍ

یعنی منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے اور پیشاب وغیرہ سے واجب نہیں ہوتا اس کی تین وجہ ہیں

اَحَدُهَا: اَنَّ قَضَاءَ الشَّهْوَةِ بِاِنْزَالِ الْمَنِىِّ اِسْتِمْتَاعٌ بِنِعْمَةٍ يَظْهَرُ اَثَرُهَا فِى

جَمِیْعِ الْبَدَنِ وَهُوَ اللَّذَّةُ فَاُمِرَ بِغَسْلِ جَمِیْعِ الْبَدَنِ شُكْرًا لِهٰذِهِ النِّعْمَةِ وَهٰذَا لَایَتَقَرَّرُ فِیْ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ ۔یعنی انزال منی کے ساتھ قضاء شہوت میں ایسی لذت کا حصول ہوتا ہے جس سے پورا بدن متمتع ہوتا ہے اس لئے اس نعمت کے شکریہ میں پورے بدن کے غسل کا حکم ہوا۔اسی سبب سے وجوب غسل کے لئے خروج منی ''علی وجہ الدفق والشھوۃ'' کی قید ہے کہ بغیراس کے لذت کا حصول نہیں ہوتا اسی لئے اس صورت میں وضو واجب ہوتا ہے نہ کہ غسل۔

وَالثَّانِی : اَنَّ الْجَنَابَةَ تَأْخُذُجَمِیْعَ الْبَدَنِ ظَاهِرَهٗ وَبَاطِنَهٗ لِاَنَّ الْوَطِیَٔ الَّذِیْ هُوَ سَبَبُهٗ لَایَكُوْنُ اِلَّابِاسْتِمْتَاعِ لِجَمِیْعِ مَافِی الْبَدَنِ مِنَ الْقُوَّةِ حَتّٰی یَضْعَفَ الْاِنْسَانُ بِالْاِكْثَارِمِنْهُ وَیَقْوٰی بِالْاِمْتِنَاعِ فَاِذَا اَخَذَتِ الْجَنَابَةُ جَمِیْعَ الْبَدَنِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَجَبَ غَسْلُ جَمِیْعِ الْبَدَنِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ بِقَدْرِ الْاِمْكَانِ وَلَاكَذَالِكَ الْحَدَثُ فَاِنَّهٗ لَایَأْخُذُ اِلَّاالظَّاهِرَ مِنَ الْاَطْرَافِ لِاَنَّ سَبَبَهٗ یَكُوْنُ بِظَوَاهِرِ الْاَطْرَافِ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَلَایَكُوْنَانِ بِاسْتِعْمَالِ جَمِیْعِ الْبَدَنِ فَاَوْجَبَ غَسْلَ ظَوَاهِرِ الْاَطْرَافِ لَاجَمِیْعَ الْبَدَنِ .

یعنی جنابت پورے بدن کی قوت سے حاصل ہوتی ہے اسی لئے اس کی زیادتی کا اثر پورے جسم سے ظاہر ہوتا ہے لہٰذا جنابت سے پورابدن ظاہر وباطن بقدر امکان دھونے کا حکم ہوا۔اور یہ باتیں پیشاب وغیرہ میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

وَالثَّالِثُ : اَنَّ غَسْلَ الْكُلِّ اَوِ الْبَعْضِ وَجَبَ وَسِیْلَةً اِلَی الصَّلٰوةِ الَّتِیْ هِیَ خِدْمَةُ الرَّبِّ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی وَالْقِیَامُ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَعْظِیْمُهٗ فَیَجِبُ اَنْ یَّكُوْنَ الْمُصَلِّی

عَلیٰ اَطۡھَرِ الۡاَحۡوَالِ وَاَنۡظَفِھَالِیَکُوۡنَ اَقۡرَبَ اِلیٰ التَّعۡظِیۡمِ وَاَکۡمَلَ فِیۡ الۡخِدۡمَۃِ ، وَکَمَالُ النَّظَافَۃِ یَحۡصُلُ بِغَسۡلِ جَمِیۡعِ الۡبَدَنِ وَھٰذَا ھُوَالۡعَزِیۡمَۃُ فِی الۡحَدۡثِ اَیۡضًا اِلَّااَنَّ ذٰلِکَ مِمَّا یَکۡثُرُ وَجُوۡدُہٗ فَاکۡتُفِیَ فِیۡہِ بِالۡیُسۡرِ النَّظَافَۃِ وَھِیَ تَنۡقِیَّۃُ الۡاَطۡرَافِ الَّتِیۡ تَنۡکَشِفُ کَثِیۡرًا وَتَقَعُ عَلَیۡہِ الۡاِبۡصَارُاَبَدًا وَاُقِیۡمَ ذٰلِکَ مَقَامَ غَسۡلِ کُلِّ الۡبَدَنِ دَفۡعًا لِلۡحَرۡجِ وَتَیۡسِیۡرًاوَفَضۡلًامِنَ اللّٰہِ وَنِعۡمَۃً وَلَاحَرۡجَ فِی الۡجَنَابَۃِ لِاَنَّھَا لَاتَکۡثُرُفَبَقِیَ الۡاَمۡرُ فِیۡھَا عَلیٰ الۡعَزِیۡمَۃِ

مطلب یہ ہے کہ نماز یعنی بارگاہ الٰہی میں حاضری کے لئے کمال نظافت چاہئے اور کمال نظافت پورے بدن کے غسل ہی سے حاصل ہوگا مگر پیشاب وغیرہ جس کا وقوع کثیر ہے اس میں خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بندوں کی آسانی کے لئے وضو کو غسل کے قائم مقام کردیا۔ اور جنابت کا وقوع چونکہ کم ہے اس لئے اس میں پورے بدن کا ھونا لازم قرار دیا گیا

﴿بدائع الصنائع /ج/۱/کتاب الطہارۃ /ص/۱٤٦﴾

جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے اور عیدین کا خطبہ نماز کے بعد کیوں؟

سوال: جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے اور عیدین کا خطبہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے ایسا کیوں؟

جواب: جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے اور عیدین کا خطبہ نماز کے بعد اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ ہمارے نبی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے۔ اور جمعہ کی نماز میں خطبہ شرط ہے اور شرط مشروط پر مقدم ہوا کرتی ہے اس لئے بھی خطبۂ جمعہ نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے۔ اور عیدین کی نماز میں خطبہ سنت ہے جسے نماز کے بعد پڑھنے کا حکم ہے اس لئے اس کو بعد میں پڑھا جاتا ہے **فتاویٰ عالمگیری** جلد اول صفحہ ۱۵۰ پر ہے............

” وَ یُشْتَرَطُ لِلْعِیْدِ مَا یُشْتَرَطُ لِلْجُمُعَةِ اِلَّا خُطْبَةً کَذَا فِی الْخُلَاصَةِ فَاِنَّھَا سُنَّةٌ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَ تَجُوزُ الصَّلَاةُ بِدُونِھَا وَ اِنْ خَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ جَازَ وَ یَکْرَہُ کَذَا فِی مُحِیْطِ السَّرْخَسِی وَلَا تُعَادُ الْخُطبةُ بَعْدَ الصَّلَاةِ کَذَا فِی فَتَاویٰ قَاضِی خَان“

اور **شامی** جلداول صفحہ١٦٦ پر ہے ” اِنَّھَا فَبِھَا سُنَّةٌ لَا شَرْطٌ وَ اِنَّھا بَعْدَھَا لَا قَبْلَھَا بِخِلَافِ الْجُمُعَةِ. قَالَ فِی الْبَحْرِ حَتّٰی لَوْ لَمْ یَخْطُبْ اَصْلاً صَحَّ وَ اَسَاءَ وَ لَا تُعَادُ الصَّلَاةُ“

اورحضورصدرالشریعہ بدرالطریقہ علیہ الرحمة والرضوان تحریرفرماتے ہیں ”صرف اتنافرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہےاورعیدین میں سنت اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھاتو جمعہ نہ ہوااوراس میں نہ پڑھاتو نماز ہوگئی مگر برا کیا۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبلِ نماز ہےاورعیدین کابعدِ نمازاگر پہلے پڑھ لیاتو برا کیا مگرنماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائیگی اورخطبہ کابھی اعادہ نہیں(بہار شریعت ح:٤/ص:١٠٦)

(فتاوی فقیہ ملت ج:١/ص:٢٥٢/٢٥٣)

جھنم کی آگ کا رنگ

سوال: جہنم کی آگ کارنگ کیساہے؟

جواب: جہنم کی آگ مختلف رنگوں میں تبدیل ہوتی رہی۔اولاًوہ سرخ تھی پھرسفید ہوگئی اس کے بعدسیاہ ہوگئی اوراب تک سیاہ ہی ہےعلامہ ابوالقاسم اصبہانی نے علامہ بیہقی سے روایت کیا کہ حضور پرنورسیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اٰلہ وسلم نے آیت کریمہ ”وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ“ (القران) تلاوت فرمائی اس کے بعدارشادفرمایاکہ..........

''اَوْقَدَ عَلَيْهَا اَلْفَ عَامٍ حَتّٰى اِحْمَرَّتْ وَ اَلْفَ عَامٍ حَتّٰى اِبْيَضَّتْ وَ اَلْفَ عَامٍ حَتّٰى اِسْوَدَّتْ فَهِىَ مُظْلِمَةٌ لَا يَضِئُ لَهُبُهَا (اَلدُّرُّ الْمَنْثُور)

ترجمہ: جہنم میں ایک ہزار سال آگ جلائی گئی تو سرخ ہوئی پھر ایک ہزار سال (جلائی گئی) یہاں تک کہ سفید ہوئی پھر ایک ہزار سال حتی کہ سیاہ ہوگئی پس جہنم کی آگ انتہائی سیاہ ہے جس کے شعلہ میں کوئی روشنی نہیں ہے (فتاوی یورپ ص ۸۶)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دانشمندانہ فیصلہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں'' جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصالِ (ظاہری) ہوا تو اس وقت میں کم سِن تھا۔ میں نے اپنے ایک ہم عمر انصاری سے کہا: ''چلو اصحاب رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علم حاصل کرلیں کیونکہ ابھی وہ بہت ہیں'' وہ انصاری کہنے لگے: ''ابن عباس! اتنے صحابیوں کی موجودگی میں لوگوں کو بھلا تمہاری کیا ضرورت پڑے گی؟'' چنانچہ میں اکیلا ہی علم حاصل کرنے لگ گیا۔ بارہا ایسا ہوا کہ مجھے بتا چلا کہ فلاں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس فلاں حدیث ہے میں اُن کے گھر دوڑا جاتا۔ اگر وہ قیلولے میں (آرام کررہے) ہوتے تو میں اپنی چادر کا تکیہ بناکر ان کے دروازے پر پڑا رہتا، گرم ہوا میرے چہرے کو جھلساتی رہتی۔ جب وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر آتے اور مجھے اس حال میں پاتے تو متاثر ہوکر کہتے: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے! آپ کیا چاہتے ہیں؟'' میں کہتا: ''سنا ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فلاں حدیث روایت کرتے ہیں، اسی کی طلب میں حاضر ہوا ہوں'' وہ کہتے: ''آپ نے کسی کو بھیج کر مجھے بلوالیا ہوتا۔'' میں جواب دیتا: ''نہیں، اس کام کے لئے خود ہی آنا چاہیے تھا۔'' اس کے بعد یہ ہوا کہ جب اصحاب رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم دنیا سے رخصت ہوگئے تو وہی انصاری جب دیکھتے کہ لوگوں کو میری کیسی ضرورت ہے تو حسرت سے کہتے: ''ابن عباس! تم مجھ سے زیادہ عقل مند تھے

(سنن الدارمی ج ۱/ باب رحلة فی طلب العلم و احتمال العناء فیه/ ص ۸۷)

چند فقہی اصطلاحات

سوال: فرض، واجب، سنت مؤکّدہ، سنت غیر مؤکّدہ، مستحب، حرام، مکروہِ تحریمی، اسائت، مکروہ تنزیہی، خلاف اولیٰ اور مباح کی تعریف کرتے ہوئے ان کے احکام بیان کیجئے؟

جواب

(۱) **فرض**: وہ حکم شرع ہے جو بہ نص قطعی جزماً ثابت ہو اور جس کو ادا کئے بغیر مسلمان بری الذمہ نہ ہو اگر اس کا حکم کسی عمل میں ہے تو اس کے بغیر وہ عمل کالعدم اور باطل قرار پائے گا اس کا تارک خواہ عادتاً ہو خواہ نادراً مستحق عذاب نار ہے پھر اگر فرض فرضِ اعتقادی ہو تو اس کا منکر ائمۂ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت عام و خاص پر روشن ہو تو ایسی فرضیت کا منکر اجماعاً قطعاً کافر ہے۔

(۲) **واجب**: وہ حکم شرع ہے جو دلائل شرع سے بطور ظنّیت ثابت ہو اگر وہ واجبِ اعتقادی ہے تو اس کا منکر فاسق و گمراہ ہے اور اگر وہ واجبِ عملی ہے تو اس کی ادائیگی عمل میں ضرور ہے بغیر اس کے عمل ناقص اور واجب الادا رہے گا عادتاً اس کا چھوڑنے والا مستحق عذاب نار اور نادراً چھوڑنے والا گنہگار رہے۔

(۳) **سنت مؤکدہ**: جس کے کرنے کی تاکید سنت سے ثابت ہو یا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہمیشہ وہ عمل کیا ہو مگر بیان جواز کے لئے کبھی اسے ترک بھی فرما دیا ہو اس کا چھوڑ دینا وجہ عذاب و عتاب ہے یعنی عادتاً چھوڑنے والا مستحق عذاب اور نادراً چھوڑنے والا مستحق عتاب ہے اور اسی کو اصطلاح میں اسائت بھی کہتے ہیں جو سنت مؤکدہ کے بالمقابل ہے۔

(٤) **سنت غیر مؤکدہ**: اسی کو سنت زائدہ بھی کہتے ہیں جس کے بجالانے کی تاکید سنت سے ثابت نہ ہو خواہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیه وسلم نے ہمیشہ اس پر عمل فرمایا ہو یا نہیں اس کو بجالانا ثواب اور چھوڑ دینا اگر چہ عادتاً ہو وجہ عذاب نہیں ہاں مورث نفرت وعتاب ہے۔

(٥) **مستحب**: جس کی بجا آوری عندالشرع محبوب و پسندیدہ ہو اور اس کا ترک کر دینا عذاب وعتاب کا سبب نہ ہو خواہ اس عمل نے سید کائنات علیہ الصلواۃ و التسلیمات کی عملی زندگی میں باریابی حاصل کی ہو یا نہیں کسی عمل کے مستحب ومندوب ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کو ائمۂ اسلام یا علمائے کرام نے پسند فرمایا ہو اس کا کرنا وجہ ثواب اور نہ کرنا وجہ عتاب وسرزنش نہیں،

نوٹ: یہ پانچوں وہ افعال شرعیہ ہیں جن کی بجا آوری شرع کے نزدیک مقصود ومطلوب ومحبوب ہے اور ان کے مقابل پانچ ممنوعات شرعیہ ہیں جن کا ترک عندالشرع مطلوب ومحبوب ہے۔

(٦) **حرام**: یہ فرض کے بالمقابل ہے جس کی ممانعت بہ نص قطعی ثابت ہو لہٰذا اس سے بچنا ضروری (فرض) ہے اور اس فعل کا مرتکب ہونا خواہ عادتاً ہو یا نادراً استحقاق عذاب کو لازم کرتا ہے کیوں کہ شرعاً اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ اور فسق ہے۔

(٧) **مکرہ تحریمی**: وہ ہے جس کی ممانعت دلائل شرعیہ سے بطور دلیل ظنی ثابت ہو یہ واجب کے مقابل ہے اس کا فاعل مستحق عذاب اور گنہگار ہوتا ہے مگر اس کا گناہ حرام سے کم ہے اگر کسی عبادت میں واقع ہو تو عبادت کو ناقص بنا دیتی لہٰذا اس عبادت کا اعادہ عندالشرع مطلوب ہے۔

(٨) **اسائت**: یہ مکرہ تحریمی اور مکرہ تنزیہی کے درمیان گویا برزخ ہے یعنی تحریمی سے کچھ خفیف اور تنزیہی سے کچھ زیادہ فحش لہٰذا یہ سنت مؤکدہ کے بالمقابل ہے عادتاً اس کے فاعل پر عذاب اور نادراً اسکے فاعل پر عتاب ہے۔

(۹) **مکروہ تنزیھی:** وہ ہے جس کا کرنا شرع شریف کو پسند نہیں لیکن اگر کوئی اس کا مرتکب ہو جائے تو وہ مستحق عذاب نہیں ہوگا قابل سرزنش ہوسکتا ہے یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

(۱۰) **خلاف اولی:** یہ مستحب کے مقابل ہے یعنی نہ کرنا بہتر ہے اور کر لینے پر کوئی عذاب وعتاب یا سرزنش نہیں۔

(۱۱) **مباح:** جس کی حلت وحرمت، وجوب وکراہت وغیرہا پر کوئی دلیل شرع موجود نہ ہو جس کا کرنا اور نہ کرنا شریعت کے نزدیک برابر ہو لہٰذا اس کے فاعل وتارک پر نہ ثواب مرتب ہوگا اور نہ عذاب وعتاب۔

بجملۂ اخریٰ امر بالمعروف کی تاویل یوں بھی ہوسکتی ہے کہ مستحب سے زیادہ اہم سنت غیر مؤکدہ ہے اور سنت غیر مؤکدہ سے زیادہ اہم واکد سنت مؤکدہ ہے اور سنت مؤکدہ سے زیادہ ضروری واجب اور واجب سے بہت زیادہ ضروری فرض ہے اسی طرح **نھی عن المنکر** کی جانب بھی کہہ سکتے ہیں کہ خلاف اولی سے برا مکروہ تنزیہی ہے اور مکروہ تنزیہی سے زیادہ برا اسائت ہے اور اسائت سے بدتر مکرہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی سے زیادہ اور بڑا گناہ کا کام حرام ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

(فتاوی یوروپ ص: ۱۶۸/ ۱۶۹/ ۱۷۰)

تمّت

حیات مبارکہ ایک نظر میں

ازقلم • خلیفۂ حضور شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا محمد حامد نوری جبلپوری

آپ کا نام محمد ارمان علی

آپ کے والد کا نام ابوالحسن مرحوم ومغفور بن محمد یقین الدین مرحوم ومغفور

تاریخ پیدائش 1989ء مقام ڈانگول بارسوئی کٹھار بہار ہند

ابتدائی تعلیم ناظرہ گاؤں کے مکتب میں اور از اعدادیہ تا ثانیہ دارالعلوم غریب نواز، خواجہ نگر سالماری کٹھار بہار پھر از ثانیہ تا رابعہ الجامعۃ النظامیہ ملک پور ہاٹ از رابعہ تا فضیلت مدرسہ امیر العلوم سمنانیہ اشرف پور کچھوچھہ مقدسہ اور پڑھائی کا زمانہ بڑی سادگی میں گزرا آپ مدرس، خطیب، شاعر، مفتی بھی ہیں آپ کے اخلاق جو ایک ملاقات کرے وہ گرویدہ ہوجائے۔

آپ کے رسالے عون الودود فی رد احسن و محمود، ارمان الفتاوی

آپ کے مضامین۔ زیورات کے مسائل، زکوٰۃ کے مسائل، شب برأت کے فضائل، نماز کے مسائل، فیض الاحادیث پر تقریظ، تنویر الاربعین پر وفات حسرت آیات، ساس اور بہو کا جھگڑا دور کرنے کا نسخہ

آپ کے مخصوص اساتذہ مولانا محبوب عالم، مولانا امام اختر، مولانا غلام یٰسین اور امیر العلوم کے موجودہ اساتذہ

آپ کے رفقائے کرام مولانا احرار رضا سمنانی، مولانا مفتی اسلم اشرفی، مولانا عمار رضا سمنانی، مولانا اکبر علی مصباحی، مولانا افسر رضا نعیمی، مولانا مفتی اسرار احمد اشرفی، مولانا مفتی ابوشمع اشرف سمنانی نوری، حافظ وقاری غلام محمد کچھوچھوی، مولانا راہی رضا

خدمت کم و بیش سات سال سے دارالعلوم اہل سنت جبلپور میں منصب تدریس پر فائز ہیں علاوہ ازیں آپ محقق و مدبر و محرر ہونے کے ساتھ ساتھ دین کا درد رکھنے والے بااخلاق عالم دین ہیں۔ آپ بحیثیت مدرس تشریف لائے تھے مگر جہد مسلسل و پیہم سعی کی وجہ سے مفتی بھی بن گئے اور بحمدہٖ تعالیٰ اس وقت افتا کا کام انجام بھی دے رہے ہیں

چند مخصوص شاگرد حضرت مولانا سید معاذ اشرف اشرفی الجیلانی، مولانا سید ذاکر حسین اشرفی، مولانا سید زبیر اشرفی، مولانا سید شعیب اشرفی، مولانا سمیر الدین، مفتی ارشاد القادری جبلپوری، مولانا احمد اشرفی گجراتی، مولانا شیخ افروز انصاری (اقرا کمپیوٹر پوئنٹ جبلپور)، مولانا اکبر اشرفی بلاسپوری، مولانا اسرئیل اشرفی سیونی، حامد نوری جبلپوری (راقم الحروف)

فقیر محمد حامد نوری جبلپوری

حمد باری تعالیٰ

از اعلیٰ حضرت قدس سرہ

اے انیس خلوت شبہائے من — اے خدا اے مہرباں مولائے من

دائم الاحسان شہ بندہ نواز — اے کریم کارساز بے نیاز

اے کہ فضل تو کفیل مشکلم — اے کہ نامت راحت جان و دلم

نعرۂ انی غفور می زنی — ما خطا آریم و تو بخشش کنی

اللہ اللہ زاں طرف رحم و عطا — اللہ اللہ زیں طرف جرم و خطا

چاریار پاک و آل با صفا — اے خدا بہر جناب مصطفیٰ

پر کن از مقصد تہی دامان ما
از تو پذرفتن زما کردن دعا

دار العلوم اہلسنت اشرف نگر گونڈی مدار ٹیکری جبلپور ایم پی
حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا قول ہے کہ
"سیکھنے کے قابل تو دو ہی علم ہیں: پہلا علم فقہ، احوال دینیہ کی
پہچان کے لئے اور دوسرا، علم طب، بدن انسانی کی پہچان کے
لئے ان کے علاوہ جو دوسرے علوم ہیں وہ تو مجلس کا توشہ ہیں
(تعلیم المتعلم ص ۱۱ فصل فی ماهیة العلم)
By. iqra com.& Printers JBP.9981858163
Email.- iqracomputerjabalpur@gmail.com
इक़रा कम्प्यूटर जबलपुर
Iqra Prakashan Jabalpur
1494/1मुमताज मंज़िल हाई कोर्ट रोड़,ठक्करग्राम, जबलपुर
मोबा-9981858163,E-mail.: iqracomputerjabalpur @gmail.com